ایمان کی حفاظت

تصنیف

شیخ المشائخ امام وقت حضرت مولانا خواجہ **خان محمد** قدس سرہ

کے خلیفۂ مجاز

پیر طریقت حضرت مولانا **محب اللہ** صاحب مدظلہ العالی

خادم خانقاہ سراجیہ سعدیہ نقشبندیہ

نزد کمشنری لورالائی بلوچستان پاکستان

موبائل: 0302-3807299 0333-3807299

WWW.MUHIBULLAH.COM

ایمان کی حفاظت

یہ کتاب اِن چار رسائل پر مشتمل ہے

1 اللہ تعالیٰ حق رب ہے (نقل وعقل کی روشنی میں) صفحہ 2

2 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حق رسول اور نبی ہیں (نقل وعقل کی روشنی میں) صفحہ 30

3 قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی حق اور محفوظ کتاب ہے (نقل وعقل کی روشنی میں) صفحہ 56

4 موت کے بعد جزا اور سزا حق ہے (نقل وعقل کی روشنی میں) صفحہ 75

اس چھوٹی کتاب "ایمان کی حفاظت" کو اول سے آخر تک غور سے پڑھنا چاہیے۔ اس کی برکت سے ایمان بالغیب، ایمان بالمشاہدہ جیسا بن جائیگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ پر ایسا یقین ہوگا جیسا آنکھوں سے دیکھ رہا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر قرآن مجید کی حقانیت پر اور موت کے بعد جزا وسزا کی حقانیت پر ایسا یقین ہوگا کہ دل سے سارے شکوک وشبہات اور وساوس شیطانیہ نکل جائیں گے اور ایمان کامل ومکمل بن جائیگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم ورحمت سے موت تک ایمان کی حفاظت ہوجائیگی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ سکرات کے وقت ہمارے ایمان کی حفاظت فرماویں اور بُرے خاتمہ سے حفاظت فرماویں اور حسنِ خاتمہ نصیب فرماویں، آمین۔

تصنیف بندۂ ناچیز مُحِبُّ اللہ عُفِیَ عَنہُ

خادم خانقاہ سراجیہ سعدیہ نقشبندیہ و مدرسہ عربیہ سراجیہ سعدیہ

نزد کمشنری لورالائی بلوچستان پاکستان

موبائل: 0333-3807299 0302-3807299

WWW.MUHIBULLAH.COM

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا اَنْتَ اَھْلُہٗ فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کَمَا اَنْتَ اَھْلُہٗ وَافْعَلْ بِنَا مَا اَنْتَ اَھْلُہٗ کَمَا فَعَلْتَ بِنَا مَا اَنْتَ اَھْلُہٗ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا مَا نَحْنُ بِاَھْلِہٖ کَمَا لَمْ تَفْعَلْ بِنَا مَا نَحْنُ بِاَھْلِہٖ فَاِنَّکَ اَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَۃِ

اَللّٰہ تعالیٰ حق رَبّ ہے

نقل و عقل کی روشنی میں

1

مسلمانوں کا عقیدہ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ میں موجود ہے۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ؕ

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ میں ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر وَمَلٰٓئِکَتِہٖ اور اس کے فرشتوں پر وَکُتُبِہٖ اور اس کی کتابوں پر وَرُسُلِہٖ اور اس کے رسولوں پر وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اور روزِ قیامت پر وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی اور (اس پر کہ) خیر کا اندازہ اور شر کا اندازہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ اور موت کے بعد دوبارہ زندگی پر۔

اللہ تعالیٰ حق رب ہے، نقل کی دلیل یعنی قرآنی فیصلہ سے بھی اور عقل کی دلیل سے بھی

نقلی دلائل:

قرآنی فیصلہ ہے:

1 وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (سورہ بقرہ:163)

ترجمہ: اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو سب پر مہربان، بہت رحم والا ہے۔

2 إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُونَ ﴿۱۶۴﴾ (سورہ بقرہ : آیت 164)

ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، رات دن کے لگا تار آنے جانے میں، اُن کشتیوں میں جو لوگوں کے فائدے کا سامان لے کر سمندر میں تیرتی ہیں، اُس پانی میں جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اتارا اور اس کے ذریعے زمین کو اُس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندگی بخشی اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیے، اور ہواؤں کی گردش میں، اور اُن بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابع دار بن کر کام میں لگے ہوئے ہیں اُن لوگوں کے لیے نشانیاں ہی نشانیاں ہیں جو اپنی عقل سے کام لیتے ہیں۔

یعنی: اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں دو باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے 1 تمہاری عبادت کے لائق ایک ہی ذات ہے۔ 2 وہ ذات دنیا میں ساری مخلوقات پر رحم کرنے والی ہے۔ رحمٰن یعنی رحم کرنے والا ہے مسلمانوں پر بھی اور کافروں پر بھی، کافر کو بھی آنکھ، کان، ناک، زبان وغیرہ دی ہیں اور حیوانات پر بھی۔ لیکن آخرت میں صرف مسلمانوں پر رحم کرنے والا ہے۔

سوال نمبر 1 اللہ تعالیٰ کی خُدائی پر اور وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ پر کیا دلیل ہے؟

سوال نمبر 2 اللہ تعالیٰ کے رحمٰن اور رحیم ہونے کی کیا دلیل ہے؟
جواب: آٹھ دلائل ہیں جو اوپر دوسری آیت میں تفصیل سے ذکر کیے گئے ہیں۔
دلیل نمبر 1 اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ **ترجمہ:** بے شک آسمانوں کی تخلیق میں۔
یعنی: مختلف آسمانوں کی تخلیق اور سورج اور چاند اور ستارے خاص طریقہ پر ہر ایک اپنے اپنے کمالات وتاثیرات کے باوجود عجیب وغریب انداز میں ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کسی علیم وقدیر اور حکیم ومدبر ذات کے قبضہ میں ہے یعنی علم کے بغیر، قدرت کے بغیر، حکیم نہ ہو یا مدبر نہ ہو تو اتنا با کمال کام اور نظام کیسے چلا سکتا ہے؟ ایسی ذات ہر جہت سے کامل صفات والی ہوتی ہے ورنہ یہ کمالات اور نظام خود بخود بغیر عامل (کرنے والے) کے کیسے چل سکتا ہے؟ یہ اسی ذات کی معبودیت، خدائی اور رحمت کی دلیل ہے مثلا ہمارے گھروں میں مختلف قسم کے سامان جیسے برتن کرسی وقلم یا موبائل وغیرہ ہوں یہ ساری چیزیں بغیر بنانے والے کے خود بخود تو نہیں بن سکتیں باوجود اس کے کہ یہ ساری چیزیں چھوٹی چھوٹی ہیں آسمان میں اتنا زبردست کارخانہ مضبوط طریقہ سے بنا ہوا بغیر علیم وقدیر، حکیم ومدبر، رحمان ورحیم ذات کے ہونا ناممکن ہے اسی پاک ذات کا نام اللہ ہے یہی ذات خدائی اور عبادت کے لائق رحمٰن ورحیم ہے۔
دلیل نمبر 2 وَالۡاَرۡضِ **ترجمہ:** زمین کی تخلیق میں۔
یعنی: زمین کی پیدائش اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور خدائی اور عبادت کے لائق ہونے اور رحمٰن و رحیم ہونے کی دلیل ہے۔ زمین کے اندر یعنی تہہ میں پانی کے خدائی پائپ بچھے ہوئے ہیں پانی کا کنکشن موجود ہے جہاں پانی کی ضرورت ہوتی ہے وہاں بورنگ یا کنویں کے ذریعے سے قدرتی پائپ لائن ٹوٹ جاتی ہے اور پانی آنا شروع ہو جاتا ہے۔ سونا، چاندی، لوہا، کوئلہ، ماربل، پیٹرول، ڈیزل، مٹی کا تیل اور فصلیں بہرنوع ساری کی ساری اسی زمین سے پیدا ہوتی ہیں گندم، جوار، چنا، دال اور مختلف قسم کے پھل فروٹ خربوزہ، تربوز، آڑو، آم، امرود،

مالٹا وغیرہ مختلف رنگ والے بعض سرخ، بعض زرد، بعض سفید و کالے مختلف ذائقہ والے بعض میٹھے، بعض ترش و شیریں، سبزی بھی مختلف رنگارنگ مختلف ذائقے والی۔ یہ سب چیزیں الگ الگ جب کہ ان کی زمین ایک ہے پانی ایک ہے تو یہ مختلف قسم کے رنگ و ذائقے کہاں سے آ گئے؟ یہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی قدرت کاملہ اور خدائی و معبودیت کی دلیل نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ زمین کے اندر اللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کے انعامات بطور ودیعت رکھے ہیں کیا ہم نے اس کی قیمت ادا کی ہے؟ یا ہم اس کے قابل ہیں؟ بلکہ اس نے اپنی مہربانی اور رحمت سے پیدا کی ہیں اور انہیں اپنی قدرت کی نشانی بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا اور کون سی ذات ایسی ہو سکتی ہے جو ایسا کر کے دکھائے۔

دلیل نمبر 3 وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ

ترجمہ: رات دن کے لگاتار آنے جانے میں۔

یعنی: دن رات کا آنا جانا، کم زیادہ ہونا، یہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت، خدائی اور رحمٰن و رحیم ہونے کی دلیل ہے اگر ہمیشہ رات ہوتی تو لوگوں کے لیے کتنی مشکلات ہوتیں اگر ہمیشہ دن ہوتا تو ساری فصلیں دھوپ کی وجہ سے جل جاتیں، رات میں آرام نہ ہونے کی وجہ سے لوگ پاگل ہو جاتے، بد دماغ ہو جاتے، بے سکون ہو جاتے۔ دن رات جو اس ترتیب و طریقہ پر چل رہے ہیں تو یہ خود بخود چلتے ہیں یا اس کا چلانے والا کوئی ہے؟ مثلاً ایک کمرے میں روشنی کے لیے بلب نہ خود بخود جلتا ہے اور نہ بجھتا ہے بلکہ کوئی عامل یعنی کرنے والا ضرور ہوگا۔ یعنی جلانے اور بجھانے والے کے کرنے سے ہی ہوگا۔ تو اتنا بڑا نظام ساری دنیا کو چلانے والے کے بغیر کس طرح چل سکتا ہے؟ وہ ذات یقیناً علیم و قدیر، حکیم و مدبّر ذات ہی ہوگی جو اس کو اپنی حکمت سے چلائے رکھتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت، خدائی اور معبودیت کی اور رحمٰن اور رحیم ہونے کی بڑی دلیل ہے۔

دلیل نمبر 4 وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ

ترجمہ: اُن کشتیوں میں جولوگوں کے فائدے کا سامان لے کر سمندر میں تیرتی ہیں۔

یعنی: کشتی جو پانی میں چلتی ہے وزنی سامان لے کر ایک ملک سے دوسرے ملک تک سامان پہنچاتی ہے اور پانی میں ڈوبتی نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور علم وقدرت، حکمت و تدبیر اور رحمت کی زبردست اور قوی دلیل ہے۔ پانی کا مزاج یہ ہے کہ ایک پاؤ لوہا یا پتھر پانی میں ڈال دیا تو یہ پانی کی گہرائی میں جا کر ہی ٹھہرے گا اور کشتی زیادہ وزن کے باوجود پانی میں نہیں ڈوبتی یہ کس نے بچائی ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی نے بچائی ہے جو ساری صفاتِ کاملہ کا مالک ہے اور ہر عیب سے پاک ہے۔ یہ اس کی خدائی کی وحدانیت کی اور رحمت کی بڑی دلیل ہے۔

دلیل نمبر 5 وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

ترجمہ: اور اُس پانی میں جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اتارا اور اس کے ذریعے زمین کو اُس کے مردہ ہوجانے کے بعد زندگی بخشی۔

یعنی: اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا، یہ اللہ تعالیٰ کے لائق عبادت ہونے کی، خدائی والوہیت کی، رحمان اور رحیم ہونے کی زبردست دلیل ہے کہ آسمان سے اتنا پانی برسانا کہ جتنی زمین میں ضرورت ہے ساری ضروریات اسی آسمانی بارش سے پوری ہوجاتی ہیں۔ پانی کی ضرورت پینے کے لیے زیادہ ہے پھر روٹی پکانے میں، سالن میں، صفائی میں اور حیوانات کی ساری نشوونما پانی ہی سے ہوتی ہے، تعمیرات ساری پانی ہی پر موقوف ہیں، فصلوں کی ساری انواع، درخت ہوں یا غلہ، پھل ہو یا پھول، سبزی ہو یا میوہ جات (فروٹ)، گھاس ہو یا جنگل وغیرہ وغیرہ سب کا پانی ہی سے تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسانے یعنی بارش پر ہی موقوف کر رکھا ہے اور ہر ذی روح کی ضرورت اسی سے پوری کر رہے ہیں یہ اللہ

کے لائق عبادت ہونے اور وحدانیت اور رحمتِ خاصہ وعامہ کی کھلی دلیل ہے اور کامل علم اور کامل قدرت کی نشانی ہے۔ بغیر علم اور بغیر قدرت کے یہ سب کیسے ہوسکتا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ یہ انتظامات کس کی قدرت سے ہوسکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح عقل نصیب کرے۔ آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

دلیل نمبر 6 وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ

ترجمہ: اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیے۔

یعنی: اللہ تعالیٰ نے زمین میں مختلف قسم کے حیوانات پھیلائے ہیں بعض پیٹ سے، بعض انڈے سے، بعض زمین سے، جو حشرات الارض کہلاتے ہیں پیدا کیے ہیں۔ شکل مختلف، رنگ مختلف، خاصیات مختلف، نفع مختلف ہے۔ صرف انسان میں اللہ تعالیٰ نے کتنی قدرتیں، حکمتیں اور کمالات رکھے ہیں کہ انسان کی عقل حیران ہوتی ہے۔ ہر انسان کا رنگ اور شکل دوسرے سے مختلف ہے کروڑوں اربوں کی تعداد میں ہیں ہر ایک انسان کا رنگ اور شکل دوسرے انسان سے ملتا نہیں یعنی واضح فرق ہوتا ہے۔ جس سے انسان ایک دوسرے کو پہچانتا ہے۔ آواز بھی ایک دوسرے سے نہیں ملتی۔ چھوٹی سی آنکھ ہے اس میں چھوٹا سا بلب ہے لیکن ساری دنیا اس سے روشن ہے۔ کان میں ساری دنیا کی آوازیں محفوظ ہوتی ہیں۔ زبان گوشت کا چھوٹا سا ٹکڑا ہے لیکن ذائقے کی جتنی لیبارٹریاں ہیں اس میں موجود ہیں۔ بولنے کے لیے زبان ہے عربی، فارسی، اردو، پنجابی، بلوچی، پشتو، سرائیکی، ترکی، انگریزی وغیرہ وغیرہ۔ سینکڑوں کی تعداد میں زبانیں موجود ہیں۔ یہی گوشت کا چھوٹا سا ٹکڑا ہے جو بولنے پر قدرت رکھتا ہے اور یہی (زبان) گوشت کا ٹکڑا ہے جس سے آدمی کھانا کھاتا ہے۔ اگر زبان نہ ہو تو آدمی کھانا نہیں کھا سکتا، پانی نہیں پی سکتا۔ عجیب بات یہ ہے کہ زبان، کھانا دانتوں کو دے رہی ہے اور بہت تیزی (سپیڈ) سے دے رہی ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ اپنے

آپ کو بھی بچارہی ہوتی ہے تاکہ دانتوں کے نیچے آنے یا اس کی پکڑ سے محفوظ رہے۔ بلکہ انسان کا ہر عضو و اندام اللہ تعالیٰ کی قدرتوں میں سے بڑی بڑی نشانیوں پر محیط ہے۔ معدہ، جگر و گردہ، دل و دماغ بلکہ انسان کی ابتدائی پیدائش اللہ تعالیٰ کی قدرت، علم و حکمت اور تدبیر کی بڑی دلیل ہے۔ ابتدائے پیدائش میں ماں اور باپ کے دو قطرے منی کے جمع ہوتے ہیں۔ بعد میں نہ باپ کو اور نہ ماں کو کوئی پتہ ہوتا ہے کہ آنکھ، کان، معدہ، زبان، جگر، دل، دماغ کس طرح بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا علمِ کامل وقدرتِ کاملہ اور حکمت وتدبیرِ بالغہ سے ہی یہ باکمال انسان اس دنیا کے اندر بآسانی آتا ہے۔ علمِ کامل وقدرتِ کاملہ کے بغیر ایسا باکمال انسان کس طرح وجود میں آسکتا ہے؟

یہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور لائق عبادت ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ اسی طرح رحمٰن ورحیم کی دلیل ہے۔ یہ سارے کا سارا نظام وانتظام اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت وتدبیر سے چل رہا ہے ورنہ یہ نظم وانتظامات وکارنامے اور استعدادات کس کی قدرت میں ہیں؟ یہی اللہ تعالیٰ کی خدائی اور معبودیت اور لائق عبادت ہونے اور وحدانیت اور رحمتِ خاصہ وعامہ کی قوی دلیل ونشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دل کے کمپیوٹر کو صحیح کردے تاکہ عقل صحیح رپورٹ دے سکے اور دل کے کمپیوٹر کو وائرس سے بچائے۔ آمین اور اس کو بھی جس نے آمین کہا۔

دلیل نمبر 7 **وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ** **ترجمہ:** اور ہواؤں کی گردش میں۔

یعنی: اللہ تعالی ہوائیں چلاتا ہے۔ کبھی گرم ہوا، کبھی سرد ہوا، کبھی مشرق سے، کبھی مغرب سے۔ یہ ہواؤں کا رخ تبدیل کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہوسکتا ہے؟ ہم تو سردیوں میں صرف ایک کمرے کو گرم کرنے کے لیے کتنی مشکلات برداشت کرتے ہیں۔ آگ کا چولہا لگاتے ہیں یا گرمیوں میں پنکھا یا ایئر کنڈیشن یا کولر چلانے سے کتنی مشکلات برداشت کرتے ہیں۔ ان چیزوں کو قیمتاً لیکر، پھر اس کی وجہ سے بل ادا کرنا پڑتا ہے۔ ہم تو چھوٹے کمرے کو

ہوا دینے سے عاجز ہیں تو ساری دنیا کی ہوا میں تصرف کرنا اللہ تعالیٰ کے سوا کس کے بس میں ہے؟ لیکن اللہ تعالی ہوائیں چلاتا ہے۔ کبھی گرم، کبھی سرد، کبھی ایک طرف سے، کبھی دوسری طرف سے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت اور اس کی اُلوہیت ووحدانیت اور رحمت خاصہ وعامہ کی قوی دلیل ہے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا ہے کہ اگر تین دن ہوا رُک جائے تو ساری دنیا بدبو وتعفن سے بھر جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ نصیب کرے۔ آمین اور اس کو بھی جس نے آمین کہا۔

دلیل نمبر 8 وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۝

ترجمہ: اور اُن بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابع دار بن کر کام میں لگے ہوئے ہیں۔

یعنی: بادل، زمین وآسمان کے درمیان چل رہے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ بادلوں سے ایک گھنٹہ پہلے کچھ نظر نہیں آتا لیکن کچھ دیر بعد اتنے وسیع وپھیلے ہوئے وزنی بادل نظر آتے ہیں کہ ہزارہا ٹن پانی لے کر جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے وہاں حکمت کے ساتھ ایک ایک قطرہ برساتا ہے اگر سارا پانی ایک دم ایک ہی جگہ پر گر جاتا تو مخلوقِ خدا کے لئے بہت نقصان دِہ ثابت ہوسکتا تھا اور انسانوں کو کتنی تکلیف پہنچتی لیکن اللہ تعالیٰ بارش، قطروں کے ذریعے سے برساتا ہے اور لوگوں کی مختلف قسم کی ضروریات اس سے پوری کرتا ہے یہ بادل اور بادل میں ہزاروں ٹن پانی اور لوگوں پر برسانا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قدرت میں نہیں ہے۔ اسی طرح ہزاروں ٹن پانی لے جانے والے بادل آسمان میں ہی چل رہے ہوتے ہیں نیچے زمین پر نہیں گرتے ہم تو ایک ٹن پانی بھی اوپر نہیں اٹھا سکتے۔ ہاں یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی کامل قدرت ہی چلا رہی ہے جس کی وجہ سے یہ نیچے نہیں گرتے یہ اللہ تعالیٰ کا کامل علم اور کامل قدرت اور کامل حکمت وتدبیر اور کامل رحمت ہی کی دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ کے لائق عبادت

ہونے اور وحدہٗ لاشریک لہٗ ہونے کی زبردست دلیل ہے اگر کامل علم نہ ہو یا کامل قدرت و حکمت وتدبیر اور رحمت نہ ہوتو پھر یہ بادل اس منظم طریقے سے کیسے چل سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح عقل وفکر نصیب کرے۔ آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ

ترجمہ: اُن لوگوں کے لیے نشانیاں ہی نشانیاں ہیں جو اپنی عقل سے کام لیتے ہیں۔

یعنی: آٹھ قوی قوی دلائل، آسمان وزمین اور اس کے درمیان میں جو کچھ ہے تفصیل سے بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا وجود ووحدت اور کامل علم وقدرت اور حکمت وتدبیر اور رحمتِ خاصہ وعامہ پر قوی دلائل ہیں اس شخص کے لئے جس کے پاس عقل ہو اور عقل سے کام لیتا ہو ہاں جس کے پاس عقل ہی نہیں یا عقل تو ہے لیکن عقل سے کام نہیں لیتا حیوان جیسا ہو بس اپنے چارہ گھاس وغیرہ کی فکر ہو، اپنی خواہشات کے پیچھے لگا ہوا ہو جہاں خواہش پوری ہوتی ہے اس کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ جائز ہو یا ناجائز، حلال ہو یا حرام بس اپنے پیٹ اور خواہش کے غم میں اور فکر ہی میں ہوتا ہے تو یہ انسان حیوان جیسا ہے اس کو قوی قوی دلائل دینے کا کچھ فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح عقل نصیب کرے اور عقل کے ذریعہ سے کامل ایمان نصیب فرمائے۔ آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

اللہ تعالیٰ حق رب ہے | قرآن پاک سے چار مزید دلائل ہیں

قرآنی فیصلہ ہے

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے؟ یا بھلا کون ہے جو سننے اور دیکھنے کی قوتوں کا مالک ہے؟ اور کون ہے جو جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے باہر نکال لاتا ہے؟ اور کون ہے جو ہر کام کا انتظام کرتا ہے؟ تو یہ لوگ کہیں گے "اللہ"۔ تو تم اُن سے کہو کہ: کیا پھر بھی تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ پھر تو لوگو! وہی اللہ ہے جو تمہارا معبودِ برحق ہے۔ پھر حق واضح ہو جانے کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا باقی رہ گیا؟ اس کے باوجود تمہیں کوئی کہاں اُلٹا لیے جا رہا ہے؟ (سورہ یونس: آیت 31، 32)

یعنی: اللہ تعالیٰ نے ان دو آیتوں میں اپنی ربوبیت پر چار دلائل قائم کئے ہیں۔ جس سے کافر بھی انکار نہیں کر سکتا بلکہ کافر لاچاری کی بنا پر خود اقرار کرتا ہے کہ ہاں یہ چار بڑے بڑے کارنامے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قدرت میں نہیں ہیں۔

دلیل نمبر 1 قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

ترجمہ: کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے؟

یعنی: انسان کو جو رزق ملتا ہے تو آسمان سے بارش برستی ہے اور زمین سے فصل اُگتی ہے پھر گندم ہو یا جوار، سبزی ہو یا فروٹ وغیرہ وغیرہ انسان کو اسی طریقہ پر جو رزق دیا جاتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قدرت میں نہیں ہے۔ کافر سے بھی اگر پوچھا جائے تو بغیر اختیار کے جواب میں لاچار ہو کر یہی کہے گا کہ اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں دے سکتا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی رب ہے اور عبادت کے لائق یہی ذات ہے جو وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے کامل علم وقدرت والا ہے اس ذات کے لیے ہی یہ سب کچھ ہے اس کے علاوہ کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔

دلیل نمبر 2 اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ

ترجمہ: یا بھلا کون ہے جو سننے اور دیکھنے کی قوتوں کا مالک ہے؟

یعنی: کان جو سننے کے لئے اور آنکھ جو دیکھنے کے لیے ہوتی ہے اس کے بارے میں کفار سے پوچھ لو کہ یہ کس کی ملکیت میں ہے تو کافر کا بھی یہی جواب ہوگا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہے۔ کان دینے والا اور اس میں سننے کی طاقت رکھنے والا یا سننے کی طاقت سلب کرنے والا اور آنکھ دینے والا اور اس میں دیکھنے کی استعداد رکھنے والا یا دیکھنے کی استعداد سلب کرنے والا، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی ذات ہے جو ہر چیز سے باخبر ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی کی ملکیت میں ہے دینا بھی اور لینا بھی، اس کے سوا نہ کسی کے ہاتھ میں دینا ہے اور نہ لینا ہے۔ یہ دوسری دلیل ہے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی اور یہی ذات ہے جو وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے، ہر چیز سے باخبر ہے اور ہر چیز پر قادر ہے ورنہ بے خبر اور عاجز کیا کر سکتا ہے؟

دلیل نمبر 3 وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ

ترجمہ: اور کون ہے جو جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے باہر نکال لاتا ہے؟

یعنی: زندہ کو مردہ سے نکالنا جیسے زندہ انسان کو مردہ نطفہ سے، زندہ پرندے کو مردہ انڈے سے، اسی طرح مومن کو جو روحانی طور پر زندہ ہے، کافر سے جو روحانی طور پر مردہ ہے، پیدا کرنا یعنی نکالنا اسی طرح مردہ کو زندہ سے نکالنا جیسے مردہ کافر کو زندہ مومن سے، مردہ نطفے کو زندہ انسان سے، مردہ انڈے کو زندہ پرندے سے نکالنا یعنی پیدا کرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کے علمِ کامل اور قدرتِ کاملہ کے ساتھ ربوبیت، وحدانیت، الوہیت اور لائقِ عبادت ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا یہ کس کی قدرت میں ہے کہ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے پیدا کرے؟ کفار سے جب یہ سوال ہوتا تو وہ خود اقرار کرتے کہ اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے اور وہی کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی یہ قدرت نہیں ہے۔

دلیل نمبر 4 وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ

ترجمہ: اور کون ہے جو ہر کام کا انتظام کرتا ہے؟

یعنی: ساری دنیا کا نظام ہر شعبہ زندگی میں مرحلہ وار منظم طریقہ سے چلانا مثلاً انسان کا پالنا بچپن سے لے کر جوانی، بڑھاپے اور موت تک کے سب مراحل میں۔ نیز کھانا، پینا، سونا، چلنا، پھرنا، صحت مند ہونا، بیمار ہونا وغیرہ۔ اسی طرح حیوانات کی بھی مختلف قسم کی ضروریات ہوتی ہیں اور مرحلہ وار ہوتی ہیں۔ فصلوں کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں اور کتنے اَدوار ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ جو شمار سے بالاتر ہے۔ یہ ساری تدابیر اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ، علمِ کامل اور حکمتِ بالغہ کے ساتھ ہی چلاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قدرت میں یہ نہیں ہے کہ یہ سارا نظام سنبھال لے۔ اسی کے بارے میں جب کفار سے پوچھا گیا تو سب لاچاری سے جواب دینے لگے کہ اس سارے نظام کی تدبیر کرنے والی ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ اور کوئی جواب کفار کی طرف سے نہیں ملا اور نہ اس کا کوئی اور جواب ہوسکتا تھا۔ لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کی دلیل نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ کفار سے یہ چار سوالات کرلیں کفار کی طرف سے ان سوالات کے جوابات میں

فَسَيَقُولُونَ اللّٰهُ **ترجمہ:** تو یہ لوگ کہیں گے "اللہ"۔

اللہ کے علاوہ اور کوئی جواب نہیں ملے گا۔

فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ **ترجمہ:** تو تم اُن سے کہو کہ: کیا پھر بھی تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟

یعنی: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو بتائیے کہ تم خود بھی ان باتوں کا اقرار کرتے ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں کرسکتا، یہ سارے کارنامے اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کرسکتے ہیں پھر تم کیوں کفر کرتے ہو؟ اور اللہ تعالیٰ کے رب ہونے سے انکار کرتے ہو، اور مخلوق کو خدا سمجھتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو؟ پھر تم کیوں اللہ تعالیٰ کے

عذاب سے نہیں ڈرتے؟ کیونکہ اصول یہ ہے کہ حکومتِ وقت کے باغی معافی کے قابل نہیں ہوتے، بغیر سزا دیئے ان کا کوئی اور علاج نہیں ہوتا۔ کافر اللہ تعالیٰ کا باغی ہے ہاں اگر مسلمان ہے اور کبھی کبھار اس سے گناہ ہو جائے تو یہ باغی نہیں ہے قانون کی خلاف ورزی کرنے والا ہے اس کی معافی ہوسکتی ہے اگر اللہ تعالیٰ عذاب دینا چاہے تو گناہ کے برابر عذاب دے گا پھر جنت ملے گی لیکن کافر باغی ہے معاف نہیں ہوسکتا لامتناہی عذاب اس کو ملے گا جنت میں نہیں جاسکتا اللہ تعالیٰ ہم سب کو کفر سے اور ہر نافرمانی سے محفوظ فرمائے۔ آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: پھر تو لوگو! وہی اللہ ہے جو تمہارا معبودِ برحق ہے۔ پھر حق واضح ہو جانے کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا باقی رہ گیا؟ اس کے باوجود تمہیں کوئی کہاں اُلٹا لیے جا رہا ہے؟

یعنی: ان چار دلائل کے بعد:

1. آسمان وزمین سے رزق دینا یہ اسی ذات کا کام ہے جس کا نام اللہ ہے
2. کان اور آنکھ کا مالک وہی ہے جس کا نام اللہ ہے
3. زندہ مردہ سے اور مردہ زندہ سے نکالنے والا وہی ہے جس کا نام اللہ ہے
4. ساری دنیا کو ایک نظام کے تحت چلانا اسی ذات کا کام ہے جس کا نام اللہ ہے۔

بالآخر یہی نتیجہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا حق رب ہے لائقِ عبادت بھی وہی حق رب ہے پھر جب حق واضح ہو گیا تو حق کے بعد گمراہی ہی رہ گئی۔ حق واضح ہونے کے بعد پھر وہ کون سی چیز ہے جو تم کو حق سے دور کر رہی ہے اور باطل کی طرف کھینچ رہی ہے؟ حق کو چھوڑ کر، اپنے رب کو چھوڑ کر غیر اور باطل کی طرف مائل ہو رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب کرے اور ہم سب کو حقیقی رب کی طرف لَو لگانے کی توفیق بخشے اور

باطل اور غیر اللہ سے ہمارا رُخ سو فیصد موڑ دے، آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

قرآنی فیصلہ ہے قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ؕ

ترجمہ: کہہ دو کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور پروردگار تلاش کروں؟ حالانکہ وہ ہر چیز کا مالک ہے (سورہ انعام: آیت 163)۔

یعنی: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان سے کہہ دیجئے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کو اپنا رب بناؤں؟ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا رب ہے جب ہر چیز کا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے تو میرے لئے اس بات کی بالکل گنجائش نہیں ہوسکتی کہ میں غیر کو اپنا رب بناؤں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب کرے، آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا

قرآنی فیصلہ ہے اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ

ترجمہ: اب کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے علاوہ کسی اور دین کی تلاش میں ہیں؟ حالانکہ آسمانوں اور زمین میں جتنی مخلوقات ہیں ان سب نے اللہ ہی کے آگے گردن جھکا رکھی ہے (کچھ نے) خوشی سے اور (کچھ نے) ناچار ہوکر، اور اسی کی طرف وہ سب لوٹ کر جائیں گے۔

یعنی: اللہ تعالیٰ انسان کو عار دلاتا ہے کہ جتنی مخلوقات آسمان اور زمین میں ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی تابعداری میں ہیں، آسمانی مخلوقات کو اللہ تعالیٰ نے جس کام میں لگایا ہے آج تک زبردست تابعداری کرتے ہیں انکار نہیں کرتے، خلائی مخلوقات سورج، چاند، ستارے، زمینی مخلوقات پہاڑ، ندی نالے، دریا و سمندر حیوانات، شجر و حجر اور فصلیں وغیرہ کوئی اللہ تعالیٰ کے حکم سے انکار نہیں کرتے جس کام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اسی میں لگے رہتے ہیں آخر

انسان کو کیا ہوا؟ کیا اس کو شرم نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تابع داری نہیں کرتا باوجود اس کے کہ تابعداری میں جنت ملتی ہے اور نافرمانی میں جہنم ملتی ہے یعنی تابعداری میں جنت کا لالچ دیا گیا ہے اور نافرمانی میں جہنم سے ڈرایا گیا۔ آسمانی اور زمینی مخلوقات کو نہ جنت کی لالچ ہے نہ جہنم کا ڈر پھر بھی سو فیصد تابعداری کرتے ہیں۔ انسان جنت کے لالچ اور جہنم کے ڈر کے باوجود کیوں غفلت و نافرمانی کرتا رہتا ہے؟ یہ کتنا بیوقوف ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور اپنا تابعدار بھی بنادے، آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

عقلی دلائل:

عقل کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے اور اس کے سوا کوئی رب ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک چھوٹا سا کمرہ ہے اس میں مختلف قسم کا سامان ہوتا ہے مثلاً میز، بستر، چارپائی، پانی کی ٹینکی، صندوق، چپل، کپڑے، واسکٹ، کوٹ، ٹوپی، پگڑی، قلم، کاپی، دوات، موبائل، چارجر وغیرہ **تو کیا یہ چیزیں بنانے والے کے بغیر خود بخود بن گئیں؟** مثلاً الماری بنانے میں تختے خود بخود لگ گئے، صاف ستھرے ہو گئے، پیمائش کے مطابق خود بخود کٹ گئے، پھر کیل خود بخود لگ گئے اور الماری بن گئی اسی طرح پلنگ، بستر، صندوق، کپڑے وغیرہ بغیر سلائی کے بن گئے اور کمرے میں خود بخود سیٹ ہو گئے؟ کون عاقل انسان اس کو تسلیم کر سکتا ہے؟ اگر کسی نے تسلیم کر بھی لیا تو سب لوگ مرد و خواتین چھوٹے بڑے اس کو پاگل سمجھیں گے۔ یہ ایک چھوٹے سے کمرے کے سامان کی مثال ہے۔ ساری دنیا کا نظام، آسمان ہو یا آسمانی مخلوقات، زمین ہو یا زمینی مخلوقات، انسان ہو یا حیوانات، فصل ہو یا پانی، بادل ہو یا بارش، وغیرہ وغیرہ یہ کس طرح خود بخود بن گئے؟ کوئی بنانے والا ضرور ہو گا یعنی ایسے بنانے والے کی ضرورت ہے جو کسی کا محتاج نہ ہو کیوں کہ محتاج خود عاجز ہوتا ہے اوروں کا کیا بنا سکتا ہے؟ جو

ہر چیز پر قادر ہو، ہر چیز سے باخبر ہو، حکمت والا ہو، مدبّر ہو، ہر عیب سے پاک ہو، صفات کاملہ کا مالک ہو، ایسی ذات کا نام ہے اللہ جل جلالہٗ۔

ہر نماز کی ابتدا میں **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** کے بعد کیا اعلان ہوتا ہے؟ **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ**

یعنی: **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ** یااللہ! آپ ہر عیب سے پاک **وَبِحَمْدِكَ** اور کامل تعریف کے لائق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر مخلوق میں کچھ نہ کچھ عیب ہوتا ہے اور انسان ساری صفات کاملہ کا مالک نہیں ہوسکتا۔

نوٹ اللہ تعالیٰ جو ہر عیب سے پاک ہے اور صفاتِ کاملہ کا مالک ہے بس وہی ساری مخلوقات کا خالق اور رب ہے اور عبادت کے لائق ہے۔ یہی وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی خالق اور رب اور لائقِ عبادت نہیں ہوسکتا۔ جو اپنے خیر وشر کا مالک نہیں وہ اوروں کو کیا خیر دے سکتا ہے یا شر سے کیا حفاظت کرسکتا ہے؟ قرآنی فیصلہ بھی یہی ہے اور عقلِ صحیح کا بھی یہی اعلان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سمجھ نصیب کرے۔

سوال: اگر کسی کے دل میں یہ تمنا پیدا ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اتنی بڑی قدرت کا مالک ہے ہر عیب سے پاک ہے صفات کاملہ کا مالک ہے اگر اِسی دنیا میں اس کا دیدار ہوجائے اور آنکھوں سے دیکھ لیا جائے تو دل کو زیادہ اطمینان ہو جائے اور دیدار کا شوق بھی پورا ہو جائے؟

جواب: قرآن پاک میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی:

قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۴۳﴾

(سورہ اَعراف: آیت 143)

ترجمہ: کہنے لگے ”میرے پروردگار! مجھے دیدار کرا دیجئے کہ میں آپ کو دیکھ لوں“۔

فرمایا''تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکو گے البتہ پہاڑ کی طرف نظر اٹھاؤ، اس کے بعد اگر وہ اپنی جگہ برقرار رہا تو تم مجھے دیکھ لو گے''۔ پھر جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ بعد میں جب انہیں ہوش آیا تو انہوں نے کہا'' پاک ہے آپ کی ذات! میں آپ کے حضور توبہ کرتا ہوں اور (آپ کی اس بات پر کہ دنیا میں کوئی آپ کو نہیں دیکھ سکتا) میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں''۔

یعنی موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اسی دنیا میں اپنا دیدار کرانے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا میرا دیدار دنیا کی آنکھ نہیں کر سکتی دنیا کی آنکھ کمزور ہے ہاں آخرت کی آنکھ قوی ہے وہ برداشت کر سکتی ہے۔ ہاں تمہاری تسلی کے لیے پہاڑ پر اپنی تھوڑی سی تجلی ڈالتا ہوں اگر پہاڑ نے برداشت کر لیا تو آپ بھی مجھے دیکھ سکیں گے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے تھوڑی سی تجلی، اپنا تھوڑا سا نور ڈالا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ تجلی والی جگہ زمین جیسی ہموار ہو گئی تو موسیٰ علیہ السلام اس کیفیت کو برداشت نہ کر سکے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو توبہ کی کہ آئندہ ایسی خواہش نہیں کروں گا۔ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا دیدار تو درکنار پہاڑ پر ڈالی گئی اللہ تعالیٰ کی تجلی اور نور برداشت نہ ہو سکا اور بے ہوش ہو گئے تو ہم جیسے کمزور لوگ اللہ تعالیٰ کے دیدار کو اس دنیا میں کیسے برداشت کر سکتے ہیں؟

ہم تو سورج کی روشنی، بجلی، ویلڈنگ کی روشنی برداشت نہیں کر سکتے بلکہ بجلی کے ویلڈنگ کی روشنی سے بھی کئی لوگ نابینا ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کی تجلی کی روشنی کیسے برداشت کر سکتے ہیں؟ یہ دنیا میں نہیں ہو سکتا ہاں آخرت میں ہو سکتا ہے کیونکہ آخرت کی آنکھ قوی ہے۔ تمام مسلمان جنت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا دیدار نصیب کرے، آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے مطالبے پر عذاب آنے کا ڈر ہے

قرآنی فیصلہ ہے: وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۝ (سورہ بقرہ: آیت 55)

ترجمہ: اور جب تم نے کہا تھا: اے موسیٰ علیہ السلام! ہم اس وقت تک ہرگز تمہارا یقین نہیں کریں گے جب تک اللہ تعالیٰ کو ہم خود کھلی آنکھوں نہ دیکھ لیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کڑکے نے تمہیں اس طرح آ پکڑا کہ تم دیکھتے رہ گئے۔

یعنی: بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہم آپ پر ایمان نہیں لاتے جب تک ہم اللہ تعالیٰ کو آمنے سامنے نہ دیکھ لیں۔ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات پر اعتماد نہیں کرتے تھے باوجود اس کے کہ نبی کی بات یقینی ہوتی تھی کہنے لگے ہم اللہ تعالیٰ کو بالکل آمنے سامنے دیکھنا چاہتے ہیں اس بات پر اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے اور ان پر بجلی کی کڑک گرادی اور سب کو ختم کر دیا کہ تم میرے نبی کی بات نہیں مانتے آگے سے یہ مطالبہ کرتے ہو۔ یہ سوال گستاخی کے طور پر تھا اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شوق نہ تھا اس وجہ سے بھی ان پر عذاب نازل ہوا۔ آجکل جیسا کہ یونیورسٹیوں، کالجوں اور عصری اداروں میں بعض بے ادب لوگوں یا دَہریہ نظریات والوں کا یہی کہنا ہوتا ہے۔

نوٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے ایسا سوال کرنا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں اس سے سخت عذاب آنے کا ڈر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اور آپ کا فرمان اور قرآن پاک کافی وشافی ہے۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا مطالبہ بے ادبی بھی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بداعتمادی بھی ہے اور دنیا کے اندر وبال بھی اور نہ دنیا کی آنکھیں اس کے قابل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکیں۔ ہاں آخرت کی آنکھ طاقتور ہوگی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا دیدار نصیب کرے، آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

آخرت میں نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا:

قرآنی فیصلہ ہے: وُجُوْهٌ يَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾

ترجمہ: اُس دن بہت سے چہرے شاداب ہوں گے۔ اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ (سورۃ القیامۃ: آیت 22،23)

یعنی: اللہ تعالیٰ کے مومن بندوں کو جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا جو کہ جنت کی سب نعمتوں سے بڑی نعمت ہوگی۔ آخرت کی طاقت ور آنکھ سے وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ نعمتِ عظمیٰ اپنے فضل سے نصیب فرماوے، آمین اور اس کے لیے بھی جس نے آمین کہا۔

سوال: بعض لوگوں کے دلوں میں شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دنیا میں نظر نہیں آسکتے اور نہ دنیا کی آنکھ دیکھ سکتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ پر انسان یقین کس طرح کرسکتا ہے؟

جواب: دنیا میں بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ آنکھیں انہیں دیکھ نہیں سکتیں لیکن وہ سو فیصد موجود ہوتی ہیں جیسے انسان کی روح۔ ہر انسان میں روح موجود ہے لیکن کسی کو نظر نہیں آ سکتی نہ ٹیسٹ سے نہ الٹرا ساؤنڈ سے، نہ کسی اور طریقے سے یعنی دنیا میں جتنے دیکھنے کے اسباب ہیں ان میں سے کسی سے نظر نہیں آ سکتی۔ ہاں روح کے موجود ہونے کی دلیل یہ ہے کہ روح ایسی شے ہے کہ جب یہ انسان کے جسم میں موجود ہوتی ہے تو اس کی پاور سے آنکھ دیکھ سکتی ہے، کان سن سکتے ہیں اور زبان بول سکتی ہے، پاؤں چل سکتے ہیں اور ہاتھ پکڑ سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور جب روح نکل جاتی ہے تو یہی کان، آنکھ، پاؤں سب ہوتے ہیں لیکن دیکھنے کا، سننے کا، بولنے کا، چلنے کا اور پکڑنے کا کام نہیں کر سکتے۔ تو اس زبردست دلیل سے یہ پتہ چلا کہ روح موجود ہے اور روح کی پاور سے یہ سب کام ہوتے ہیں اور روح ہی کرواتی رہی۔ پس روح کا پتہ اور انسان میں روح کی موجودگی کا یقین ان چیزوں سے ہوتا ہے ورنہ

روح کا وجود انسان کے جسم میں بالکل نظر نہیں آتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ انسان کو اس دنیا میں نظر نہیں آسکتا۔

ہاں! اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ آسمان کو اسی نے پیدا کیا ہے اور اوپر تھام رکھا ہے نیچے گرنے نہیں دیتا، سورج کو اسی نے پیدا کیا اور اس میں روشنی کی چمک رکھی، چاند ستارے اسی نے پیدا کیے ہیں، زمین کو پیدا کیا۔ زمین میں پانی، حیوانات، فصلیں، پہاڑ اور مختلف قسم کی ضروریات کو اسی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ انسان کو ماں باپ کے دو قطرے جمع کر کے ماں کے پیٹ میں عجیب باکمال آنکھ، کان، زبان، معدہ، ہاتھ، پاؤں والا انسان بسہولت اس نے پیدا کیا۔ ہر انسان کا ہر عضو وأندام اتنا قیمتی ہے کہ ساری دنیا کی جائیدادیں اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے ساری مخلوقات کو پیدا کرنے والی ذات وہی ہے۔ بس انسان اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا لیکن انہی چیزوں کی بدولت اللہ تعالیٰ کو پہچان سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہی ذات ہے جس نے ساری مخلوق کو پیدا کیا ہے اور اس کا مدبّر بھی وہی ہے۔ یہی ذات ہے جو ہر عیب سے پاک ہے اور صفاتِ کاملہ کا مالک ہے کیونکہ خدا کے لئے معبود اور لائق عبادت ہونے کے لیے صفات کاملہ سے متصف ہونا شرط ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہے۔ اگر ہر چیز سے باخبر نہ ہو تو کیسے مخلوق کو پیدا کر سکتا ہے؟ اور کس طرح تدبیر چلا سکتا ہے؟ علم کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے، اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے۔ یہ سب کمال کی صفات ہیں اسی طرح ہر چیز پر قادر ہے اور قادر ذات ہی سب کچھ کر سکتی ہے عاجز کیا کر سکتا ہے؟

نوٹ اللہ تعالیٰ کی پہچان اسی سے ہوتی ہے کہ ساری مخلوق کو اس نے پیدا کیا اور اسی کی تدبیر و ترتیب سے چل رہی ہے یعنی ان مخلوقات کا وجود اور عدمِ وجود اسی کی قدرت میں ہے اس کے علاوہ کسی کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے نہ وجود، نہ عدم وجود، نہ خیر و شر، نہ عزت نہ بے

عزتی، نہ حیات نہ موت، نہ دنیا نہ آخرت وغیرہ وغیرہ بس اسی سے اللہ تعالیٰ کی پہچان ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ کو اس دنیا میں آنکھ سے نہیں دیکھا جا سکتا جیسا کہ پہلے تفصیل سے گزر چکا ہے جیسے روح ہر انسان کے اندر موجود ہے مگر اسے دیکھا نہیں جا سکتا۔ان کارناموں سے پتہ چلتا ہے کہ روح کے ذریعے آنکھ دیکھ سکتی ہے، کان سن سکتے ہیں، زبان بول سکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اگر روح نہ ہو تو آنکھ کان زبان سارے اعضا بیکار ہیں لیکن روح نظر میں نہیں آسکتی آج تک روح کو کسی نے نہیں دیکھا اس کے باوجود کہ آج کل سائنس نے اتنی ترقی کر لی ہے لیکن پھر بھی اس جدید ٹیکنالوجی سے روح کو نہیں دیکھ سکتے۔روح کے کارناموں سے روح کی پہچان ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نظر نہیں آ سکتا لیکن اللہ تعالیٰ کے کارناموں سے اللہ تعالیٰ کی پہچان ہوتی ہے اس سے پتہ چلا کہ یہ بات غلط ہے کہ جو چیز نظر نہیں آ سکتی وہ موجود نہیں ہے۔روح نظر میں نہیں آ سکتی لیکن سو فیصد یقینی بات ہے کہ روح موجود ہے۔ انسان کی حرکات وسکنات اور کارناموں سے پتہ چلتا ہے کہ انسان میں روح موجود ہے۔جب روح نکل گئی تو انسان کی حرکات وسکنات وکارنامے بند ہو جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے بارے میں سو فیصد یقین ہے کہ موجود ہے مخلوق کے وجود وتدبیر سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے ہاں دنیا میں نظر نہیں آ سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح عقل نصیب کرے، بے وقوفی اور بے عقلی سے حفاظت فرمائے، آمین اور اس کے لیے بھی جس نے آمین کہا۔

جواب نمبر 2 یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز خود نظر میں نہ آ سکتی ہو لیکن دلائل سے پتہ چلتا ہے کہ یہ چیز موجود ہے۔ مثلاً ایک بڑا کمرہ ہے جس میں ایک طرف ایک بڑا آئینہ (شیشہ) لگا ہوا ہے اس آئینے میں کمرے کا سارا سامان نظر آتا ہے جبکہ آئینہ بالکل نظر میں نہیں آتا لیکن دلائل سے پتہ چلتا ہے کہ اس طرف آئینہ لگا ہوا ہے۔

یہ دلائل کیا ہیں ؟

کمرے کا سارا سامان اسی آئینے میں نظر آتا ہے لیکن آئینہ نظر نہیں آتا سامان کو دیکھنے سے پتہ چلا کہ ادھر آئینہ موجود ہے ورنہ یہ سامان کیسے نظر آسکتا تھا اسی طرح آسمان، سورج، چاند، ستارے، زمینی مخلوقات، حیوانات، فصلیں، انسان، انسان میں مختلف کمالات کی موجودگی، ساری دنیا کی تدبیرات وغیرہ وغیرہ جتنی چیزیں اور مخلوقات نظر آتی ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا بنانے والا، تدبیر چلانے والا ہی ان کا خالق و مالک ہے اسی کا نام اللہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نظر نہیں آسکتا جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے لیکن دلائل سے پتہ چلتا ہے کہ اس دنیا کا بنانے والا اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دل کے کمپیوٹر کو درست کر دے اور عقل کو صاف ستھرا کر دے اور صحیح عقل نصیب کرے، آمین اور اس کے لیے بھی جس نے آمین کہا۔

نوٹ نمبر 1 انسان کی آنکھ تین قسم کی ہے۔

1 **سر کی آنکھ دنیا میں:** اس آنکھ سے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا جا سکتا۔

2 **سر کی آنکھ آخرت میں:** اس سے اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکتے ہیں یہ طاقتور آنکھ ہے۔

3 **دل کی آنکھ:** اس سے اللہ تعالیٰ کو اس دنیا میں بھی دیکھ سکتے ہیں۔ اللہ والوں سے اس کا پتہ کریں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔

چرواہا، بھیڑ بکریاں پہاڑوں میں چَراتا ہے لیکن رمضان المبارک میں روزے رکھتا ہے جون جولائی کی گرمی برداشت کرتا ہے بھوک پیاس برداشت کرتا ہے لیکن پیاس کی شدت کی وجہ سے پانی نہیں پیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا اور روزے نہ رکھنے پر عذاب دے گا باوجود اس کے کہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی آدمی نہیں ہوتا پھر بھی پانی نہیں پیتا اس لیے کہ دل کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے حالانکہ سر کی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرما دیں۔

عجیب واقعہ: امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک دہریہ کے ساتھ مناظرہ

امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک دہریے سے جو اللہ تعالیٰ کے وجود کا منکر تھا، مناظرہ کا وقت مقرر ہوا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ موجود ہے میرے پاس اس کے قوی دلائل ہیں۔ دہریہ، اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکاری تھا۔ وقت مقررہ پر دہریہ مناظرہ کے لئے آ پہنچا مگر امام صاحب دیر سے تشریف لائے۔ دہریہ مناظر نے امام صاحب پر اعتراض کیا کہ آپ بروقت تشریف کیوں نہیں لائے، وعدہ خلافی کیوں کی؟

امام صاحب نے بتایا کہ یہاں آنے کے لئے مجھے دریا پار کرنا تھا لیکن کشتی نہیں ملی پھر عجیب واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک درخت خود بخود کٹا، چند تختے ترتیب کے مطابق خود بخود کٹ گئے پھر کیل خود بخود بلا کسی کے ٹھونکنے کے اپنی اپنی جگہ پر لگتے گئے اور تختے بھی آپس میں خود بخود ایک دوسرے سے ملتے گئے حتی کہ کشتی مکمل ہوگئی میں اس میں بیٹھ گیا اور پھر کسی ملاح (ڈرائیور) کے بغیر کشتی چل پڑی اور یوں دریا کو پار کرکے میں یہاں پہنچا ہوں اس وجہ سے کچھ دیر ہوگئی۔

دہریہ مناظر حیران ہوا اور تعجب سے پوچھا کہ آپ تو بڑے سمجھدار آدمی تھے آج کیسے بے وقوف اور ناسمجھ لوگوں کی طرح باتیں کررہے ہیں؟ جس کے پاس عقل نہ ہو اور انتہائی ناسمجھ ہو وہ بھی ایسی باتیں نہیں کرتا۔ کوئی عاقل و سمجھ دار آدمی آپ کی بات کو تسلیم نہیں کرسکتا کہ خود بخود یہ ساری چیزیں آگئیں اور کشتی بن گئی اور بغیر ملاح کے روانہ ہوگئی اور دریا کو پار کیا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دہریہ کو بتایا کہ جب ایک چھوٹی سی کشتی بغیر بنانے والے کے نہیں بن سکتی اور بغیر ملاح کے نہیں چل سکتی، اس کے بنانے کے لئے ضرور ایک سمجھ دار، کشتی بنانے کا ماہر اور بنانے پر قادر شخص کی ضرورت ہے اور چلانے والے ماہر ملاح کی بھی

ضرورت ہے کیونکہ خود بخود نہ تو وہ بن سکتی ہے اور نہ چل سکتی ہے۔
امام صاحب نے اس سے پوچھا کہ ایسا مضبوط اور وسیع آسمان اور مختلف قسم کے انعامات سے بھری ہوئی زمین اور بے شمار قیمتی کمالات سے موصوف انسان اور حیوانات وغیرہ وغیرہ کس طرح بغیر پیدا کرنے والے اور بنانے والی ذات کے بن سکتے ہیں؟ ان کے پیدا کرنے اور بنانے کے لیے ایسی ذات کی ضرورت ہے جو ہر چیز پر قادر ہو، ساری مخلوق کا خالق ہو، ہر چیز سے باخبر ہو، سمیع (سننے والا) وبصیر (دیکھنے والا) ہو، ہر چیز پر حاضر و ناظر ہو، مدبر (تدبیر کرنے والا) ہو، حکیم (حکمت والا) ہو، علام الغیوب (غیب سے باخبر) ہو کیونکہ ایسی صفات والا ہی مخلوق کو پیدا کر سکتا ہے اور مدبر بن سکتا ہے ایسی ذات کا نام ہے اللہ جل جلالہٗ۔ وہ ہر عیب سے پاک ہے ساری صفات کاملہ کا مالک ہے اور اس کے علاوہ جتنی بھی مخلوق ہے وہ عیبوں سے پاک نہیں ہو سکتی اور ساری صفات کاملہ کی مالک نہیں ہو سکتی۔ مخلوق میں ضرور بالضرور کوئی نہ کوئی عیب ہوتا ہے۔ صفات کاملہ کا مالک ہونا یعنی ہر چیز پر قادر ہو ہر چیز سے باخبر ہو اور ساری مخلوقات کا مدبر ہو مخلوق میں یہ کیسے ممکن ہے؟ مخلوق جب اپنی خلقت میں خالق کی محتاج ہے تو غیر کا کیا بنا سکتی ہے؟ مخلوق کا کام وہی بنا سکتا ہے جو خود غیر کا محتاج نہ ہو اور ساری مخلوقات اس کی محتاج ہوں۔ ایسی صفات والی ذات کا نام ہے اللہ جل جلالہٗ۔

نوٹ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دہریہ کو عجیب طریقے سے شکست دی اور اس کو لاجواب کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے وجود پر آسان سی دلیل پیش کر کے مناظرہ جیت لیا۔ اس کو اللہ تعالیٰ کا وجود آسانی سے سمجھ میں آ گیا۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح عقل اور سمجھ نصیب فرما دے اور شیطانی وساوس اور گمراہی سے حفاظت فرما دے، آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

اللہ تعالیٰ کا موجود ہونا ایسا بدیہی اور واضح امر ہے جس کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں

دنیا میں کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ بدیہی، واضح اور ظاہر ہوتی ہیں۔ ان کو ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے دن کے بارہ بجے ہوں تو دن کے موجود ہونے کیلئے کسی دلیل کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ بدیہی امر ہے اور اس پر ہر آدمی کا یقین ہے مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا، تعلیم یافتہ ہو یا ان پڑھ، سب کا یقین ہوتا ہے کہ اس وقت دن ہے۔ اگر کسی نے کہہ بھی دیا کہ یہ رات ہے تو سارے لوگ اس کو پاگل اور بے وقوف سمجھیں گے اس لیے کہ اس کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

اسی طرح ہر آدمی کا اپنے نسب کے بارے میں یقین ہے کہ میرا نسب فلاں شخص سے فلاں قبیلے سے ہے۔ یہ بدیہی بات ہے دلیل کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے پاس اس کی ماں کی صرف ایک بات ہے کہ یہ میرا بچہ ہے اور اس کے والد فلاں شخص ہیں اگرچہ ماں ایک خاتون ہے اور ایک خاتون کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔ دو خواتین کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے۔ ویسے خواتین جتنی زیادہ ہوں چاند دیکھنے میں ان کی گواہی قبول نہیں جب تک مرد ساتھ نہ ہو۔ خلاصہ یہ کہ ماں کے کہنے پر ہی اعتماد ہوتا ہے ہر شخص یہ کہتا ہے کہ میں فلاں قبیلے اور فلاں قوم سے تعلق رکھتا ہوں اور لوگ اس بداہت اور واضح بات پر ہی پورا اعتماد کر لیتے ہیں دلیل کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا موجود ہونا بدیہی ہے اور خوب واضح ہے۔ ہر عاقل شخص کا یہ یقین ہے کہ دنیا میں جتنی مخلوقات ہیں آسمان کے نیچے یا آسمان کے اوپر، زمین پر یا زمین کے اندر، جتنی چیزیں ہیں انسان ہوں یا حیوان، فصلیں ہوں یا پہاڑ، پانی ہو یا بادل و بارش وغیرہ وغیرہ یہ ساری چیزیں خود بخود نہیں بن سکتی کوئی کرنے والا بنانے والا ضرور ہوگا۔ ان ساری چیزوں کا پیدا کرنے والا اور بنانے والا ایک ہی ہے جس کا نام

ہے اللہ رب العالمین ۔اسی کا نام ہے اللہ، الرحمٰن اور الرحیم ۔اس کے علاوہ اور کون ہے جو ایسا کر سکے یا کون ایسا ہے جو اس کو پیدا کر سکے؟ غیر تو اپنے وجود میں خود رب العالمین کا محتاج ہے۔تدبیر زندگی چلانے میں، خیر حاصل کرنے میں، اپنے آپ سے شر کو دفع کرنے میں اسی ذات کا محتاج ہے۔ وہ رب العالمین ہے ساری مخلوقات کو پیدا کرنے والی ذات ہے۔ یہ بدیہی بات ہے اور ایک واضح اور اٹل حقیقت ہے اس میں نہ شک وشبہ ہوسکتا ہے اور نہ دلیل کی حاجت ہے۔ جیسے چھوٹے سے کمرے میں ہر قسم کا سامان پڑا ہوتا ہے الماری، میز، ٹیبل، صندوق، برتن، قلم، دوات، کاپی، موبائل، چپل، کپڑے، واسکٹ، کوٹ وغیرہ وغیرہ۔ ہر آدمی جب اس کو دیکھتا ہے تو سوچ وفکر کئے بغیر فوراً دل میں یہ بات آتی ہے کہ کسی نہ کسی شخص نے اس کو بنایا ہے۔ یہ چیزیں خود بخود نہیں بن سکتیں۔ یہ کسی بنانے والے کے بغیر کیسے بن سکتی ہیں۔ یہ امر، بدیہی، واضح کھلم کھلا اور ظاہر ہے، دلیل کی کوئی ضرورت نہیں۔

ایسا مضبوط اور وسیع اور بڑے بڑے کمالات سے لبریز آسمان وزمین اور بڑے بڑے انعامات سے بھری ہوئی زمین اور مختلف کمالات وعجائبات وصفات سے موصوف انسان وحیوانات وغیرہ وغیرہ مخلوقات وکائنات کسی بنانے و پیدا کرنے والے کے بغیر خود بخود کیسے وجود میں آ سکتی ہے۔اس کے لیے ضرور بضرور کوئی خالق ومالک رازق ومدبر بنانے والی ذات ضرور ہے۔اس کے لیے دلیل کی کوئی ضرورت نہیں اس لئے کہ یہ ایک واضح اور بدیہی حقیقت ہے۔دلیل اس بات پر پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جو بدیہی نہ ہو یعنی محتاجِ دلیل ہو، ساری مخلوقات کا پیدا کرنے والا، تدبیر چلانے والا، خیر وشر کا مالک، موت وحیات دینے والا وغیرہ وغیرہ کا ہونا ضروری ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو خالق ومدبر، خیر دینے والی اور شر دفع کرنے والی، موت وحیات دینے والی ذات ہے۔اس کے بغیر کس طرح یہ نظام چل سکتا ہے؟ اس نظام کے چلانے والے کا نام ہے اللہ رب العالمین، رحمٰن ورحیم، مالک الملک، ارحم

الراحمین۔اس ذات کے علاوہ کسی میں یہ قدرت ہی نہیں کہ یہ سارا مستحکم نظام چلا سکے کیونکہ وہ خود اپنے خیر وشر کا مالک نہیں اپنی موت وزندگی کا اختیار نہیں رکھتا تو ساری کائنات ومخلوق کی تدبیر کس طرح چلا سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرماویں اور ہمیں ایمانی قوت عطا فرماویں اور شیطانی شکوک وشبہات اور دین کے مخالفین کے شر سے حفاظت فرماویں اور موت کے وقت خاتمہ بالخیر نصیب فرماویں، آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

ایک اہم بات:

بعض لوگوں کو غیر اختیاری طور پر شیطانی وساوس آتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں، قرآن پاک وحدیث پاک اور جنت و دوزخ کے بارے میں وغیرہ وغیرہ۔ان کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

اس کا حکم یہ ہے کہ اس سے ایمان میں نقصان نہیں آتا کیونکہ یہ غیر اختیاری چیزیں ہیں۔ بلکہ یہ ایمان کی نشانی ہے شیطان ہمارے ایمان کا چور ہے چور اسی کمرے میں آتا ہے جس کمرے میں نقدی سونا چاندی وسامان ہو۔ شیطان بھی اسی دل میں وساوس ڈالتا ہے جس میں ایمان ہو، کافر کے دل میں وساوس نہیں آتے ہیں اس لئے کہ اس کے دل میں ایمان ہی نہیں ہے۔جس شخص کے دل میں شیطان غلط قسم کے وساوس ڈالتا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے دل میں ایمان ہے اس لئے شیطان کو تکلیف ہوتی ہے۔لہٰذا شیطانی وساوس سے پریشان نہیں ہونا چاہیے بلکہ خوش ہونا چاہیے کہ شکر ہے میرے دل میں ایمان ہے شیطان کو میرے ایمان سے تکلیف ہو رہی ہے لیکن غلط وساوس کے بارے میں شیطان سے بحث و مباحثہ نہیں کرنا چاہیے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان سے بحث ومباحثہ کرنے سے

ہمیں منع فرمایا ہے۔شیطان کافر تھا، کافر ہے اور کافر مرے گا۔اس کو کوئی آدمی مسلمان نہیں بنا سکتا تو اس کے ساتھ بحث کرنے کا کیا فائدہ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے دل میں ایسے غلط وساوس آتے ہیں اگر مجھے آگ لگ جائے اور میں جل کر کوئلہ بن جاؤں تو مجھے زیادہ پسند ہے ایسے وساوس سے۔لیکن میں ان وساوس کو الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا اتنے غلط وساوس ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: ذَاكَ صَرِيْحُ الْاِيْمَانِ اَوْ كَمَا قَالَ۔ یہ تو ایمان کی نشانی ہے یعنی اس سے ایمان کے اندر کوئی نقصان نہیں آتا۔

نوٹ شیطانی وساوس کے بارے میں شیطان جب دل میں غلط وسوسے ڈالتا ہے تو اس کو کوئی جواب نہیں دینا چاہیے، اس کو نظر انداز کردینا چاہیے، اس کے ساتھ بحث ومباحثہ نہیں کرنا چاہیے۔شیطان کافر تھا، کافر ہے اور کافر مرے گا، بحث مباحثہ سے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا پھر بحث کرنے سے کیا فائدہ؟ تمہارا عقیدہ تمہارے ساتھ ہے۔ شیطانی وساوس کی طرف ہرگز توجہ نہیں کرنی چاہیے اگر زیادہ تنگ کرے تو دو تین مرتبہ **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ** پڑھ لینا چاہیے۔اس سے وساوس ان شاء اللہ تعالیٰ دفع ہوجائیں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں شیطانی وساوس سے محفوظ فرمادیں اور نفس وشیطان کے ہر دھوکے سے ہماری حفاظت فرمادیں، آمین اور اس کے لیے بھی جس نے کہا آمین۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ تعالیٰ کے حق رسول اور نبی ہیں

2

نقل وعقل کی روشنی میں

نقلی دلائل:

1 قرآنی فیصلہ ہے: لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِہِمْ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ۚ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان اُنہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں پاک صاف بنائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے جبکہ یہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔ (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 164)

یعنی: اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجنا ایمان والوں کے لیے بہت بڑی نعمت ہے، دو کورس کرانے کی وجہ سے۔

1 علم کا کورس کرانے کی وجہ سے   2 عمل کا کورس کرانے کی وجہ سے

1 علم کا کورس کرانا قرآن پاک زبانی سکھانا اور اس کے معانی سمجھانا اور احادیث مبارکہ سمجھانا۔

2 عمل کا کورس کرانا یعنی تزکیہ نفس کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کورس احسن طریقے سے کرائے۔

1 علم کا کورس کرانے سے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین قراء وحفاظ، علماء ومفسرین اور محدثین بن گئے اس کے باوجود کہ ایمان لانے سے پہلے جہل کی بیماری میں مبتلا تھے۔

قرآن پاک میں ہے هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ (سورہ جمعہ: آیت 2)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں رسول بھیجا۔ **یعنی:** اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہل لوگوں میں بھیجا، علم کا کورس کرانے سے جہل ختم ہوا اور علم کی رونق آ گئی، قیامت تک علم کی رونق چلتی رہے گی۔

2 عمل کا کورس وَیُزَکِّیْهِمْ **یعنی:** تزکیہ نفس کرانے سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم عمل والے بن گئے، اولیاء واتقیاء بن گئے دنیا میں ہی ان کو یہ خوشخبری ملی کہ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (سورہ مائدہ: آیت 120) **ترجمہ:** اللہ اُن سے خوش ہے اور وہ اُس سے خوش ہیں۔ **یعنی:** اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی، یہ بلند مقام ملا اور جنت کی خوشخبری ملی اور انبیاء علیہم السلام کے بعد فضیلت میں ان کا مقام ہے یہ عمل کا کورس کرانے اور تزکیہ نفس کرانے سے ہی مقام ملا، باوجود اسکے کہ ایمان لانے اور تزکیہ نفس کرانے سے پہلے سخت گمراہی میں مبتلا تھے۔ قرآن پاک میں ہے وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ **ترجمہ:** جبکہ یہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔ **یعنی:** شرک کرتے تھے زندہ بچیوں کو زمین میں درگور کیا کرتے تھے۔

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دو کورس کرانے یعنی علم سکھانے اور تزکیہ نفس کرانے سے کیا ملا؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دو کورس کرانے سے صحابہ رضی اللہ عنہم علمًا بھی اور عملاً بھی کامیاب ہوئے۔ ان دو کورسز کے ذریعے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پانچ مقاصد میں کامیاب ہوئے۔

1 اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا تعلق بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ۔
2 جنت والے بن گئے۔ 3 جہنم سے بچ گئے (ہمارا عقیدہ ہے کہ سارے صحابہ جنتی ہیں)
4 نفس وشیطان سے بچ گئے۔ 5 بندوں کی بندگی سے نجات مل گئی۔

نوٹ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اتنے اونچے اونچے مقامات کس وجہ سے ملے؟ یہ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں علم اور عمل دونوں کا کورس کرایا۔ اس سے وہ علماء بھی بن گئے اور ان کا تزکیہ نفس بھی ہو گیا ورنہ ایمان لانے سے پہلے جہل اور گمراہی کا کیا ٹھکانا تھا؟
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اللہ تعالیٰ کے بندے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بھی تھے۔ ہم سارے مسلمان قیامت تک اللہ تعالیٰ کے بندے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ ہمارے لیے بھی ضروری ہے کہ ان پانچ مقاصد میں کامیاب ہو جائیں۔

1 اللہ تعالیٰ سے جڑنا
2 جنت حاصل کرنا
3 جہنم سے بچنا
4 نفس وشیطان سے بچنا
5 بندوں کی بندگی سے نکلنا۔

ہمارے لئے بھی وہی کورس ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے۔ علم کا کورس کرنا اور تزکیہ نفس یعنی عمل کا کورس کرنا۔

1 علم کا کورس

قرآن پاک زبانی سکھانا اور معانی سمجھانا، احادیث مبارکہ سمجھانا۔ یہ کام مدارسِ دینیہ نے سنبھالا اور مدارس نے بڑے بڑے علماء پیدا کیے ہیں جن سے اپنی دینی ضرورت کے

مطابق معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔اس سے لوگوں کی جہالت ختم ہوتی ہے۔

2 عمل کا کورس (تزکیہ نفس)

یہ کام شرعی پیروں ومرشدین کاملین نے سنبھالا ہوا ہے خانقاہوں میں مرشد کامل سے بیعت اوران کی ترتیب کے مطابق ذکر کرنے سے تزکیہ نفس ہوتا ہے جس سے نفس امارہ ختم ہوتا ہے جو گناہوں کا انجن ہے آدمی کے لیے گناہ آسان کردیتا ہے اور نیکی مشکل بناتا ہے۔اور نفس مطمئنہ بن جاتا ہے جو نیکیوں کا انجن ہے یہ نیکی آسان کرتا ہے اور گناہ کو مشکل بناتا ہے۔اِنہی دو کورسوں کی وجہ سے ہم بھی علماً وعملاً کامیاب ہو جائیں گے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کامیاب ہوگئے تھے اور اِنہی دو کورسوں کی وجہ سے ہم بھی مذکورہ بالا پانچ مقاصد میں کامیاب ہوجائیں گے، **یعنی:**

1. اللہ تعالیٰ سے جڑ جائیں گے
2. جنت والے بن جائیں گے
3. جہنم سے بچ جائیں گے
4. نفس وشیطان سے بچ جائیں گے
5. بندوں کی بندگی سے نکل جائیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

نوٹ قرآنی فیصلہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان والوں کے لیے بہت بڑی نعمت ہیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کیا کیا مقامات واعزاز اور کامیابیاں ملیں۔الحمدللہ ہم بھی مومن ہیں اور ہمیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دو کورس کرنے سے وہی کامیابیاں مل سکتی ہیں کیوں کہ مذکورہ آیت مبارکہ میں مومنین کا لفظ آیا ہے اور ہم بھی مومن ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے بھی نبی ہیں اور ہمارے لیے بھی یقیناً بڑی نعمت ہیں۔ اگر ہم نے

ان دو کورسوں کو حاصل کرلیا تو ہم پانچ مقاصد میں کامیاب ہوجائیں گے۔

1 علم ظاہری جو مدارس والوں نے سنبھالا ہے۔

2 تزکیہ نفس (عمل کا کورس) جو خانقاہوں میں مرشدین کاملین نے سنبھالا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح قدردانی نصیب کرے اور نفس وشیطان کے شر سے بچائے اور ہمیں دونوں کورسوں میں کامیابی نصیب کرے، آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

2 قرآنی فیصلہ ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ (سورۃ الفتح: آیت 29)

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

یعنی: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے ہی اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ احکامات امت تک پہنچے ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کیسے پتہ چلتا کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا، جنت حاصل کرنے کا، جہنم سے حفاظت کا اور نفسِ امارہ وشیطان لعین سے بچنے کا کون سا راستہ ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ اور اپنی امت کے درمیان قاصد وپیغمبر ہیں۔ امت کو اللہ تعالیٰ سے جوڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات امت تک پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

3 قرآنی فیصلہ ہے: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ

ترجمہ: اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک رسول ہیں، ہو چکے آپ سے پہلے بہت سے رسول۔ (سورہ آل عمران: آیت 143)

یعنی: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کی راہنمائی کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ بہت سے رسول وانبیاء تو پہلے سے ہی آرہے

ہیں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب سے آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے اگر انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ نہ ہوتا تو مخلوق اپنے خالق کے ساتھ تعلق کی راہ کیسے پاتی؟

4 قرآنی فیصلہ ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۗفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ (سورہ سبا: آیت 28)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو سارے ہی انسانوں کے لیے ایسا رسول بنا کر بھیجا ہے جو خوش خبری بھی سنائے اور خبردار بھی کرے لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رہے ہیں۔

یعنی: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا رسول نہیں بنایا جیسے پہلے انبیاء علیہم السلام تھے۔ وہ مخصوص قوم، مخصوص وقت اور مخصوص علاقے کے لیے بھیجے جاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت اور ساری دنیا کے لیے قیامت تک نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں اور بھیجنے کا مقصد کیا تھا؟ جو لوگ آپ کی باتوں کو سنتے اور سمجھ جاتے اور آپ کی بات کو مان لیتے تو آپ ان کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور ثواب کی خوشخبری سناتے اور جو بے سمجھ تھے اور نہ ماننے والے لوگ تھے آپ ان کو اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب سے ڈراتے لیکن چونکہ اکثر لوگ بے سمجھ ہوتے ہیں حیوان جیسے ہوتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیمتی موتیوں اور جواہرات کو کیسے سمجھ سکتے تھے۔

نوٹ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں قیامت تک آپ علیہ السلام کی نبوت رہے گی آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ اس کے علاوہ تقریباً ایک سو آیات قرآن پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے ثبوت پر موجود ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ یہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر

آج تک اور قیامت تک ساری دنیا کے مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے اگر کسی نے خود نبوت کا دعویٰ کیا یا خود تو نہیں کیا لیکن کسی مدعی نبوت کی تصدیق کی تو یہ مسلمان نہیں دائرہ اسلام سے خارج ہے، کافر ہے، مرتد ہے اور زندیق ہے۔

قرآنی فیصلہ بھی ہے احادیث مبارکہ اور ساری امت کے اجماع سے بھی اور حکومت پاکستان کے آئین اور قانون کی رو سے بھی یہی فیصلہ ہے۔ آجکل قادیانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی سمجھتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ تو یہ لوگ متفقہ طور پر کافر ہیں مرتد و زندیق ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں سمجھتے اور غلام احمد قادیانی کو نبوت کا مقام دیتے ہیں۔ غلام احمد قادیانی کافر تھا اور اس کی نبوت کے قائلین بھی کافر ہیں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے عقیدے پر موت تک استقامت عطا فرمائے آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

5 قرآنی فیصلہ ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (سورہ احزاب آیت 40)

ترجمہ: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سب سے آخری ہیں۔

یعنی: اللہ تعالیٰ نے قطعی اور یقینی فیصلہ فرمایا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور پیغمبر ہیں اور اتنے اونچے مقام والے نبی ہیں کہ خاتم النبیین ہیں۔ نبوت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے چلتے چلتے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک آپہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا دروازہ بند ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی کوئی رسول نہیں آسکتا۔ خاتم النبیین کا معنی ہے آخری نبی جس پر نبوت ختم ہو جائے اور سب نبیوں کے لئے خاتم اور مہر ہیں۔ جب کسی چیز کو بند کر کے اس پر مہر لگائی جاتی ہے تو یہ چیز محفوظ ہو جاتی ہے نہ اس میں کمی

آسکتی ہے اور نہ زیادتی۔ سو سے زائد آیات مبارکہ اور دو سو سے زائد احادیث مبارکہ سے اور اِجماعِ امت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے لے کر آج تک ساری دنیا کے مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ اور عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور خاتم النبیین ہیں، آپ کی نبوت قیامت تک ہے، آپ کے بعد کوئی بھی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔ آپ کے بعد اگر کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا وہ دجّال ہے کذّاب ہے کافر ہے، نبی تو درکنار مسلمان بھی نہیں ہے اور اس کے ماننے والے بھی غیر مسلم ہیں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ پاکستان کے آئین وقانون میں بھی غیر مسلم ہیں۔ اگر وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھیں اور لوگوں کو اپنے نظریہ کی طرف دعوت دیں تو قانونی طور پر ان کو سزا ملے گی۔ آج کل پاکستان میں اور بعض بیرون ممالک میں یہ لوگ قادیانی کے نام سے یا احمدی یا مرزائی کے نام سے موجود ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ ہم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریک کے نام سے کام کرتے ہیں اور قادیانیت کا تعاقب کر رہے ہیں تاکہ یہ ساری دنیا میں نیست و نابود ہوجائیں۔ اس تحریک کی برکت سے بہت سارے قادیانی مشرف بہ ایمان ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے عقیدے پر موت تک قائم و دائم رکھے اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتِ اِجابت میں شامل فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت وقبولیت سے سرفراز فرمائے، آمین۔

6 قرآنی فیصلہ ہے: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿٤٥﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿٤٦﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿٤٧﴾ (سورۃ الاحزاب: آیت 45 تا 47)

ترجمہ: اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو ایسا بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہی دینے والے، خوش خبری سنانے والے اور خبردار کرنے والے ہیں اور اللہ کے حکم سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے اور روشنی پھیلانے والے چراغ ہیں۔ آپ مؤمنوں کو خوش خبری سنادیں

کہ اُن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے۔
یعنی: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانیت کے لئے نبی بنا کر بھیجا بہت زریں اور قیمتی صفات کے ساتھ۔
شَاهِدًا گواہ **یعنی:** روزِ قیامت ایمان والے کے لیے بھی گواہ اور نافرمانوں پر بھی گواہ ہوں گے ایمان والوں کے لیے کتنی خوشی کی بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے گواہ ہونگے۔
مُبَشِّرًا **یعنی:** خوشخبری سنانے والا ایمان والوں کے لیے۔
نَذِيْرًا **یعنی:** ڈرانے والا نافرمانوں کے لئے۔ ڈرانا بھی بڑی نعمت ہے یہاں ڈرانے سے انسان کی خیر خواہی چاہنا ہے اور بشارت سے انسان کے اندر لالچ پیدا کرنا ہے۔ ڈرانے سے انسان محتاط رہتا ہے لہٰذا دونوں بڑی نعمت ہیں۔
وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ **یعنی:** اللہ تعالیٰ جو ہمارے خالق و مالک ورازق ہے وہ ہمیں دنیا میں لایا ہے اور پھر اسی کے پاس جانا ہے۔ اسی ذات کی طرف دعوت دینی ہے اور بلانا ہے اور تحریک چلانی ہے اور طریقہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ اس طریقہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف آؤ۔
سِرَاجًا مُّنِيْرًا **یعنی:** چمکتا ہوا چراغ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے لئے چمکتا ہوا سورج ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے ساری دنیا نورِ ہدایت سے روشن ہوگئی۔ سورج جب طلوع ہوتا ہے تو دو کام کرتا ہے **1** سورج کی روشنی جتنی زیادہ ہوتی ہے باقی ساری روشنی مغلوب ہوتی رہتی ہیں بلب کی روشنی ہو یا لالٹین کی روشنی ہو یا چاند ستارے وغیرہ وغیرہ ساری روشنی کالعدم ہوجاتی ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے سارے انبیاء علیہم السلام کا دین منسوخ ہوگیا یعنی قابل عمل نہ رہا **2** طلوع آفتاب سے

دنیا کی ہر چیز نظر آنے لگ جاتی ہے نافع اور مفید بھی، نقصان دہ اور مضر بھی۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے ساری دنیا مشرق سے مغرب تک جنوب سے شمال تک اور اُس زمانہ سے لے کر قیامت تک نورِ ہدایت سے روشن اور منوّر ہو گئی۔ مفید اور مضر، خیر اور شر، فانی اور باقی، دوست اور دشمن، صحیح اور غلط، خالق اور مخلوق، دنیا اور آخرت وغیرہ وغیرہ سب کچھ واضح نظر آنے لگ گیا۔ ہاں جس کے دل کی آنکھ بند ہو، نابینا ہو کفر یا فسق و فجور کی وجہ سے تو ایسے شخص کو ایسی چیزیں نظر نہیں آتی تو اس میں نور ہدایت کا کیا قصور ہے؟ اس انسان کے دل کی آنکھوں کا قصور ہے اس لئے کہ نابینا ہے جیسے سورج سے ساری دنیا روشن ہے لیکن سر کی آنکھ اگر کسی کی نہ ہو، نابینا ہو تو وہ کسی چیز کو نہیں دیکھ سکتا تو اس میں نہ سورج کا قصور ہے اور نہ دوسری چیزوں کا قصور ہے۔ قصور اس انسان کا ہے جس کی آنکھ نہیں ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ (سورہ حج: آیت 46) **ترجمہ:** حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں۔

یعنی: آنکھ کا دیکھنا، ظاہری آنکھ سے تو حیوانات بھی سب چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ اصل آنکھ جس سے خیر و شر، مفید و مضر، فانی و باقی، خالق و مخلوق، دنیا و آخرت وغیرہ وغیرہ کا فرق کیا جا سکے یہ وہی آنکھ ہے جو سینوں کے اندر ہے اگر یہ آنکھ صحیح سالم ہو تو کچھ دیکھ سکے گا اس کے باوجود کہ ظاہری آنکھ نابینا ہو پھر بھی وہ شخص نابینا نہیں سمجھا جائے گا۔ اور جس کے دل کی آنکھ نابینا تھی تو وہ حق و باطل مفید و مضر فانی و باقی خالق و مخلوق میں دنیا و آخرت کا فرق نہیں کر سکتا یہ سو فیصد اندھا ہے اگر چہ ظاہری آنکھ اس کی سلامت ہو۔ تو یہ انسان کتے، بھیڑیے، لومڑی، بلی وغیرہ جیسا ہو گیا بلکہ اس سے بھی بدتر ہو گیا کیونکہ حیوانات مالکِ مجازی کے بلانے سے آتے ہیں اور اس کے ہٹانے سے ہٹ جاتے ہیں لیکن دل کا اندھا مالک حقیقی کے بلانے

سے نہیں آتا اور مالک حقیقی کے ہٹانے سے نہیں ہٹتا تو یہ حیوانات سے بھی بدتر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دل کی آنکھیں بھی صحیح سالم اور ظاہری آنکھیں بھی صحیح سالم رکھے، آمین اور اس کے لیے بھی جس نے آمین کہا۔

قرآن پاک میں ہے وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾

ترجمہ: آپ مؤمنوں کو خوش خبری سنا دیں کہ اُن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے۔ **یعنی:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھٹی صفت یہ ہے کہ ایمان والوں کو خوشخبری سناتے ہیں اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا اور آخرت میں بڑا فضل ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمیں یہ خوشیاں مل سکتی تھیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان والوں کے لیے بڑی نعمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنایا اگر آپ علیہ السلام نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارا تعلق کیسے بن سکتا تھا؟ اللہ تعالیٰ کو ہم کس طرح راضی کرتے؟ جنت کس طرح حاصل کرتے اور جہنم سے کیسے محفوظ ہو سکتے؟ یہ کیسے پتہ چلتا کہ یہ راستہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور وہ راستہ شیطان کا ہے؟ حلال وحرام، جائز وناجائز وغیرہ کا کیسے پتہ چلتا؟ یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہی ہمیں پتہ چلا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور قدردانی کی توفیق نصیب کرے، آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

7 قرآنی فیصلہ ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

ترجمہ: اور اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (سورہ انبیاء: آیت 107)

یعنی: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ ایمان والوں کے لیے ہر قسم کی رحمت، دنیا میں بھی رحمت آخرت میں بھی رحمت،

انفرادی زندگی میں بھی، معاشرتی زندگی میں بھی، عبادات ومعاملات اورحکومتی سطح پر بھی، اختیاری زندگی میں بھی، قبر میں میدان حشر میں، لامتناہی زندگی جنت میں بھی، جہنم سے حفاظت کے بارے میں بھی۔

کفار کے لیے بھی رحمت ہے جہاد کے ذریعہ ایمان لاتے ہیں، دعوت کے ذریعے غیر مسلم، مسلمان ہوکر اسلام والے بن جاتے ہیں۔ ایسے عذاب سے کفار بھی محفوظ ہو گئے جس عذاب کی وجہ سے ساری قوم کے سارے گاؤں والے نیست و نابود ہو جاتے تھے۔ پہلی قوموں پر عذاب آتا تھا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی پابندی سے کفار کی بھی حفاظت ہوتی ہے مثلاً اسلامی مملکت میں کفار کے لیے امن ہوتا ہے اور دنیوی معاشرے میں کفار کی قتل وغارت سے حفاظت ہوتی ہے وغیرہ اور روزِ قیامت شفاعت کبریٰ اور حساب کتاب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش سے شروع ہوگا۔ اس کے لیے تمام انسان مسلمان ہوں یا کافر، انبیاء علیہم السلام کے پاس نمبروار آئیں گے سفارش کرانے کے لئے تاکہ حساب کتاب شروع ہوجائے اور انتظار کی گھڑیاں ختم ہوجائیں۔ آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش سے حساب کتاب شروع ہو جائے گا۔ جنت والے جنت میں جائیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نصیب کرے اور دوزخ والے دوزخ میں جائیں گے، اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائیں۔

نوٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ساری دنیا والوں کے لیے سراسر رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کامل اور مکمل حصہ نصیب فرمائے۔ آمین، آمین، آمین، اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

عقلی دلائل:

عقل کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور عام انسانوں کے درمیان کسی قاصد یا راہبر کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ جو ہمارا خالق و مالک و رازق ہے اور ہمیں دنیا میں اپنے تعلق کے لیے لایا ہے ہماری ہر ضرورت پوری کی ہے اور ہم نے اس کے پاس واپس بھی جانا ہے تو اس عظیم ذات کے ساتھ تعلق بنانے کا طریقہ کیا ہے؟ جنت حاصل کرنے کی ترتیب کیا ہے؟ جہنم سے بچنے کا کیا طریقہ ہے؟ یہ عمل فرض و واجب یا سنت ہے اور یہ فعل، حرام مکروہ یا مباح ہے اللہ تعالیٰ سے یہ معلومات بلاواسطہ راہبر کے حاصل نہیں ہوسکتیں۔ اسی راہبر و قاصد کا نام نبی اور رسول ہے جو اللہ تعالیٰ اور انسان کے درمیان واسطہ اور پیغمبر ہوتا ہے جس کی نبوت قوی دلائل اور معجزات کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔ یہی نبی امت کی راہبری کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہ راستہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور یہ راستہ نفس و شیطان کا ہے۔ اسی کا نام ہے تعلیم دین اور وہ اپنی صحبت سے اور اپنی توجہِ قلبی سے اور تصرفِ قلبی سے اپنی امت کی اصلاح بھی کرتا ہے اس کا نام تزکیہ نفس ہے۔

یہ پیغمبر اور نبی ایسا شخص ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی گہرا تعلق اور دوستی رکھتا ہو اور مخلوق کے ساتھ بھی تعلق اور نشست و برخاست رکھتا ہو۔ ہمارے راہبر اور قاصد اور رسول کا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے اور آپ کی نبوت کے لیے زبردست قوی دلیل اور معجزہ بھی ساتھ بھیجا ہے جس کا نام قرآن مجید ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا ہے اُس زمانہ سے قیامت تک اور مشرق سے مغرب تک جنوب سے شمال تک ساری کی ساری دنیا کے لیے اور سارے زمانوں کے لیے۔ اور آپ کی نبوت کا ایک بڑا معجزہ قرآن مجید بھی ہے

اور یہ قیامت تک معجزہ ہے اور اس کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ کوئی شخص قیامت تک قرآن مجید جیسی کتاب نہیں لاسکتا۔ سارا قرآن پاک تو درکنار چھوٹی سی سورت تین آیات کی مقدار میں بھی نہیں لاسکتا اور نہ بنا سکتا ہے ایک آدمی تو درکنار ساری دنیا کے اِنس وجن مل کر بھی چھوٹی سی سورت نہیں بنا سکتے۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور یہ بندوں کی قدرت سے بالاتر ہے۔ اور معجزہ اسی کو کہتے ہیں کہ جو بندوں کی قدرت سے باہر ہو۔

دوسری دلیل اس بات کی کہ قرآن پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے، یہ ہے کہ قرآن مجید اُس زمانے سے لے کر قیامت تک کے لیے ہے کوئی شخص اس قرآن مجید کو ختم نہیں کرسکتا سارا قرآن پاک تو درکنار ایک آیت یا ایک جملہ یا ایک کلمہ یا ایک حرف تو درکنار ایک زیر زبر پیش بھی ختم نہیں کرسکتا۔ ختم تو درکنار ایک زیر زبر پیش تبدیل بھی نہیں کر سکتا۔ یہ ایک زبردست دلیل ہے اس بات کی کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ مخلوق نہیں ہے اور نہ مخلوق کا کلام ہے۔ اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کا معجزہ ہے۔ جیسا کہ اگلے موضوع ''قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی حق اور محفوظ کتاب ہے'' میں تفصیل سے آرہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

ملک کے حکمران کے ساتھ ملک کا ہر فرد مملکت کے قوانین، اپنی ضروریات وغیرہ کے بارے میں براہ راست بات چیت نہیں کرسکتا۔ وکیل، جج یا سیکرٹری وغیرہ کے ذریعے سے بادشاہ کے قوانین، فیصلے اور معلومات حاصل کرسکتا ہے۔ یعنی ملک کا ہر فرد نہ ملاقات کرسکتا ہے نہ بات چیت کرسکتا ہے۔ یہ بین الاقوامی فیصلہ ہے کہ ملک کا ہر فرد ملک کے بادشاہ سے ہر قانون ہر دفعہ، ہر فیصلہ یا ہر اصول خود معلوم نہیں کرسکتا بلکہ کسی سیکرٹری یا وزیر یا جج وغیرہ کے ذریعے

سے معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ ڈائریکٹ (براہ راست) ملک کے حکمران سے معلومات حاصل کرنے کا طریقہ کار یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے منظور شدہ ڈگری والا ہو۔ بلکہ وزیر بھی وہی ہوگا جو ملک کے حکمران سے بھی پکا تعلق رکھتا ہو اور عوام الناس سے بھی ملاقات اور نشست و برخاست رکھتا ہو پھر مسئلہ آسان ہوتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ اور عام انسانوں کے درمیان کیا مناسبت ہے اللہ تعالیٰ لامتناہی تقدس، پاکیزگی اور صفاتِ کمالیہ کا مالک ہے اور ہر عیب و نقص سے پاک ہے اور بندہ تو برائیوں اور عیوب سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ یعنی بندوں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کیا مناسبت ہے؟ لہٰذا درمیان میں ایسی ذات کی ضرورت ہے جو بظاہر انسان ہو اور بشر ہو اور انسانی صفات جیسے کھانا پینا اور دیگر انسانی ضروریات سے تعلق رکھتا ہو لیکن گناہ سے معصوم و پاک ہو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اچھی صفات سے موصوف ہو اور اللہ تعالیٰ سے بہت گہرا تعلق والا ہو۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے بھی گہرا تعلق ہو اور مخلوق کے ساتھ بھی انسانی و بشری صفات کی وجہ سے تعلق والا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے انسان ہیں جن کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی گہرا تعلق تھا معصوم اور گناہوں سے پاک ہونے کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اچھی صفات کے ساتھ متصف ہونے کی وجہ سے۔ اور فضیلت میں اللہ تعالیٰ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے اور آپ ساری مخلوق سے افضل ہیں۔ تو بندوں سے بھی تعلق ہے انسانی اور بشری صفات اور نشست و برخاست کی وجہ سے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لئے رسول و پیغمبر اور قاصد و راہبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکامات وقوانین امت و انسانیت کو پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا طریقہ، جنت حاصل کرنے کی ترتیب، جہنم سے بچنے کی ترتیب اور نفس و شیطان کی چالوں سے بچنے کا طریقہ، حکومت چلانا، معاشرہ سنوارنا، خرید و فروخت کا طریقہ،

اولاد کا ماں باپ کے ساتھ اور ماں باپ کا اولاد کے ساتھ رشتہ اور حقوق وغیرہ وغیرہ ان ساری چیزوں کی تفصیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت اور پیغمبری کی قوی دلیل وسند ومعجزہ بھی آیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تو بہت سارے تھے لیکن سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے۔ یہ ایسا معجزہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی قیامت تک ہے اور آپ کی رسالت کا معجزہ قرآن مجید بھی قیامت تک ہے۔ یہ ایک ایسا قوی معجزہ ہے کہ ساری دنیا کے مخالفین اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے قرآن پاک جیسی کتاب نہیں بنا سکتے۔ سارا قرآن تو درکنار چھوٹی سی سورت تین آیات کے برابر بھی نہیں بنا سکتے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے مخلوق کی بنی ہوئی کتاب نہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا معجزہ ودلیل اور سند ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ساری دنیا کے مخالفین اس میں تغیر وتبدل نہیں کر سکتے۔ کوئی کمی بیشی نہیں کر سکتے حتیٰ کہ ایک زبر زیر پیش بھی تبدیل نہیں کر سکتے۔ تورات انجیل زبور میں تغیر وتبدل کر سکتے تھے کیونکہ وہ کتابیں معجزہ نہیں تھی قرآن پاک چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا معجزہ ہے لہٰذا اس میں مخالفین کی قدرت نہیں چل سکتی۔

قرآنی فیصلہ ہے: وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾ (سورہ حٰم السجدہ، آیت 41، 42)

ترجمہ: بے شک وہ بڑی عزت والی کتاب ہے جس تک باطل کی کوئی رسائی نہیں ہے، نہ اس کے آگے سے، نہ اس کے پیچھے سے، یہ اُس ذات کی طرف سے اُتاری جارہی ہے جو حکمت کا مالک ہے، تمام تعریفیں اس کی طرف لوٹتی ہیں۔

ساری دنیا میں قیامت تک یہی قرآن پاک ہوگا جو ہمارے پاکستان بلوچستان لورالائی

مدرسہ سراجیہ سعدیہ میں موجود ہے۔ ساری دنیا میں قرآن پاک کے جتنے نسخے ہیں ان میں ذرہ برابر بھی فرق وتغیر نہیں ملے گا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے زبردست معجزہ ودلیل ہے۔

نوٹ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا سلسلہ اول انسان یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر میں ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک چلا۔ سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعداد کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔ ہر ایک کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ امت کی راہبری اور راہنمائی کریں۔ اپنے خالق اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا طریقہ، جنت حاصل کرنے کا طریقہ، جہنم سے بچنے اور نفس وشیطان سے حفاظت کا طریقہ بتاتے تھے انسان کو بندہ کی بندگی سے نجات کا طریقہ بتاتے تھے اور علم وعمل کا کورس کراتے تھے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور رسول بنا کر بھیجا لیکن ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پہلے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے درمیان یہ بھی فرق ہے کہ وہ خاص وقت اور مخصوص قوم کے لئے ہوتے تھے لیکن ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے ملنے سے لے کر قیامت تک، مشرق سے مغرب تک، جنوب سے شمال تک، ساری انسانیت کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ آپ کو خاتم النبیین کا مقام ملا ہے اور آپ کی نبوت قیامت تک ساری انسانیت کے لیے کافی وشافی ہے۔ آپ پر نازل کردہ قرآن پاک اور آپ کی ہدایات وراہنمائی، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے جنت حاصل کرنے کے لئے جہنم سے حفاظت کے لیے نفس وشیطان سے بچنے کے لئے کافی وشافی ہیں اور کسی نبی کی ضرورت ہی نہیں۔ امت پر شکر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کمال مہربانی سے اتنے اونچے مقام والے نبی، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا نصیب بنا دیا اور ہم کو ان کا امتی بنا دیا۔ اتنا اعزاز واکرام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمیں ملا کہ پہلی امتیں اس

سے محروم رہیں۔اس نعمت کا شکر ہم سب پر لازم ہے۔

اس عظیم نعمت پر شکر کیسے ادا کیا جائے؟

اس نعمت کا شکر ادا کرنے کا طریقہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ کثرت سے ذکر کرتے رہو اور صبح وشام تسبیحات میں لگے رہو۔

قرآنی فیصلہ ہے: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ (سورہ احزاب، آیت (40 تا 42)

ترجمہ: لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سب سے آخری ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر بات کو خوب جاننے والا ہے۔اے ایمان والو! اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو اور صبح وشام اُس کی تسبیح کرو۔

اِن مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کے شکر ادا کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک عجیب مثال: جاپان نے ایک کار بنائی اور پاکستان میں فروخت کرنے کے لئے بھیج دی یہ پہلی گاڑی تھی جو پاکستان میں آئی اس سے پہلے کسی نے کار دیکھی یا چلائی نہیں تھی تو ایسی گاڑی سے کماحقہٗ فائدہ اٹھانے کے لئے جاپان کے لیے چند باتیں نہایت ضروری ہیں:

1 **گاڑی کے ساتھ راہنما کتاب بھیجنا** جس میں گاڑی چلانے کی ساری ترتیبات لکھی ہوں اور گاڑی سے فائدہ اٹھانے کا سارا طریقہ اس کتاب میں لکھا ہوا ہو مثلاً یہ ڈیزل کی ٹینکی ہے، یہ ریڈی ایٹر ہے جس میں پانی ڈالا جاتا ہے، یہ اسٹیرنگ ہے، یہ ایکسیلیٹر ہے گاڑی تیز کرنے کے لئے۔ یہ گاڑی کی بریک ہے روکنے کے لیے۔ یہ گیئر ہے اس کے استعمال کا طریقہ یہ ہے۔ یہ کلچ ہے یہ ہینڈ بریک ہے وغیرہ وغیرہ گاڑی چلانے کی جتنی ترتیبات ہیں

ساری کی ساری اس کتاب میں تفصیل سے لکھی ہوئی ہیں لیکن اس کتاب سے کسی کو بخوبی سمجھ میں نہیں آتا ہے جب تک کوئی سمجھانے والا استاد یا گاڑی کا ماہر ساتھ نہ ہو۔ لہٰذا کتاب کو سمجھانے کے لیے راہنما کا ہونا بھی ضروری ہے۔

2 گاڑی چلانے والا قاصد و راہبر یا استاد بھیجنا جاپان پر ضروری ہے کہ اسی گاڑی کے ساتھ گاڑی چلانے والا کوئی قاصد و راہبر یا استاد گاڑی چلانے کا ماہر بھی بھیجنا چاہیے تاکہ کتاب میں لکھا ہوا بھی تفصیل سے سمجھادے اور عملی طور پر بھی کر کے دکھادے۔ مثلاً ڈیزل کی ٹینکی یہ ہے اس میں ڈیزل ڈلوانا چاہیے اس ٹینکی کو پانی سے بچانا چاہیے اور یہ ریڈی ایٹر ہے اس میں پانی ڈالنا چاہیے انجن ٹھنڈا کرنے کے لیے، یہ ایکسیلیٹر ہے گاڑی تیز کرنے کے لئے اور یہ بریک ہے گاڑی روکنے کے لیے، یہ گیئر ہے اس کے استعمال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے گیئر لگانا چاہیے پھر فسٹ کے بعد دوسرا گیئر پھر تیسرا گیئر پھر ٹاپ یعنی چوتھا گیئر آخر میں ڈبل ٹاپ پانچواں گیئر وغیرہ وغیرہ سارا بتادے۔

جس شخص نے یہ جاپانی گاڑی لے لی گاڑی کے ساتھ جو راہبر و استاد و قاصد تھا اس نے گاڑی کی ترتیب جو کتاب میں لکھی ہوئی تھی تفصیل کے ساتھ سمجھادی اور ٹرائی بھی کرادی اور گاڑی کے مالک نے گاڑی چلانا خوب سیکھ لی اور استاد نے بھی بڑے اخلاص سے گاڑی کے مالک کو زبردست طریقے سے سمجھادیا۔ جب قاصد و راہبر کو یقین ہو گیا کہ گاڑی کا مالک اب گاڑی چلا سکتا ہے تو مالک سے کہہ دیتا ہے کہ گاڑی آپ کو مبارک ہو مجھے گاڑی کی قیمت دے دو تاکہ میں واپس چلا جاؤں۔ استاد و قاصد پیسے لے کر واپس جاپان چلا جاتا ہے اگر گاڑی کا مالک یہ سوچے کہ گاڑی میری ملکیت میں آگئی، میری گاڑی ہے میری مرضی کے مطابق چلے گی جیسا کہ بیوقوف لوگ کہتے ہیں **میرا جسم میری مرضی**۔ میں اپنی گاڑی کو اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق چلاؤں گا نہ کتاب کی ترتیب پر عمل کرتا ہوں اور نہ استاد و قاصد و راہبر کی بتائی ہوئی

ترتیب سے چلاتا ہوں، میری ملکیت میں غیر کا کیا دخل ہے؟ کسی کو کیا اختیار ہے؟ اس نے ڈیزل کی ٹینکی میں پانی ڈالا ریڈی ایٹر میں ڈیزل ڈالا، کیا اس سے گاڑی اسٹارٹ ہوگی؟ ہرگز نہیں اور اگر ڈیزل صحیح طریقے سے ڈال دیا لیکن آگے گڑھا آ گیا یا کچھ لوگ سامنے آ گئے تو اس نے بریک کی بجائے ایکسیلیٹر دبا دیا تو کیا ہوگا؟ گاڑی کا بھی بیڑا غرق ہوگا اور اپنا بھی اور لوگوں کا بھی بیڑا غرق کرے گا۔ تو اسی گاڑی سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوگا کیوں کہ کتاب کی ترتیب اور استاد و قاصد کی ہدایت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے نظام درہم برہم ہو گیا۔ اور اگر کتاب کی ترتیب اور استاد کی راہنمائی پر عمل کر لیتا، ڈیزل بھی صحیح طریقے پر ڈالتا، گاڑی کو تیز کرنے کے لئے ایکسیلیٹر دباتا اور گاڑی روکنے کے لئے بریک دباتا یعنی کتاب کی ترتیب اور استاد کی جو راہنمائی تھی سو فیصد اس پر عمل کر لیتا تو اس گاڑی سے سالہا سال فائدہ اٹھاتا۔ نہ گاڑی کا نقصان ہوتا نہ مالک کا، نہ لوگوں کا بلکہ فائدہ ہی فائدہ اور مزے ہی مزے ہوتے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جو ہمارا خالق و مالک و رازق ہے ہم خود تو دنیا میں نہیں آئے نہ ہی کسی اور مخلوق نے ہمیں دنیا میں بھیجا ہے اللہ تعالیٰ نے ہی ہمیں زندگی دی ہے اور اس دنیا میں ایک خاص مقصد کے لیے بھیجا ہے پھر اسی ذات کے پاس ہم نے واپس جانا ہے۔

قرآنی فیصلہ ہے: الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (سورہ ملک: آیت 2)

ترجمہ: جس نے موت اور زندگی اس لیے پیدا کی تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ بہتر ہے۔

یعنی: اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں زندگی دی ہے یہ امتحان لینے کے لیے کہ اچھا عمل کر کے آتا ہے یا برا عمل۔ پھر موت دے گا تا کہ اچھے عمل والے کو خوشگوار انعامات اور لامتناہی زندگی دے اور برے عمل والے کو ہر قسم کی سزا دے۔

مقصد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی مخلوق ہے آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل و دماغ، ماں باپ، بیوی بچے، مال و دولت، وغیرہ وغیرہ سب کچھ اسی ذات نے دیا ہے اور ان کے چلانے کی ترتیب، ماں باپ اور بیوی بچوں کے ساتھ سلوک کرنا، مال کیسے کمانا اور کیسے لگانا ہے وغیرہ سارے طریقے اللہ تعالیٰ ہی نے بتائے ہیں۔

صحیح طریقہ پر انسان کو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق چلانے کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔

1 اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی کتاب کی ضرورت ہے کہ اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے انسان کے چلنے اور زندگی گزارنے کی ساری تفصیلات ہوں۔ اس کتاب کا نام قرآن مجید ہے انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک ساری ضروریات اور احکامات اسی قرآن مجید میں محفوظ ہیں۔ آنکھ کس طرح استعمال کرنی چاہیے یعنی ثواب کے کاموں اور جائز کاموں میں استعمال جائز ہے۔ بدنظری اور ناجائز کاموں میں استعمال نہیں کرنی چاہیے۔ دل و دماغ، زبان، کان، ہاتھ، پاؤں، شرمگاہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے اعضاء ہیں ان کا استعمال جائز اور ثواب کے کاموں میں کیا جائے۔ ناجائز اور گناہ کے کاموں میں ان کا استعمال کرنا منع ہے اس سے انسان کا بیڑا غرق ہوتا ہے۔ ماں باپ بیوی بچوں سے رشتہ، مہمانوں کی خاطر تواضع، حکومت اور رعیت سے رشتہ، انسان کا اپنے خالق کے ساتھ تعلق، امتی کا اپنے نبی کی اطاعت و فرماں برداری وغیرہ وغیرہ سارے کے سارے احکام اس قرآن پاک میں بالتفصیل موجود و محفوظ ہیں۔ اس پر عمل کرنے سے انسان سو فیصد کامیاب ہوتا ہے، دنیا میں بھی اور موت کے بعد بھی، قبر میں، میدان حشر میں، پل صراط پہ، لامتناہی جنت پانے میں اور جہنم سے حفاظت حاصل کرنے میں۔

اگر قرآن پاک نہ ہوتا تو ہمیں کتنی پریشانی ہوتی۔ جیسے گاڑی کے لیے راہ نما کتاب نہ ہو تو

گاڑی کا مالک کتنا پریشان اور بے سکون ہوتا اور جب کتاب ہوتی ہے تو مالک کتنا خوش ہوتا ہے۔ کہتا ہے شکر ہے کہ گاڑی سے فائدہ اٹھانے کی ساری ترتیبات کتاب میں سو فیصد لکھی ہوئی ہیں۔ اس سے گاڑی چلانے والے کو کوئی مشکل نہیں آتی لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ صرف کتاب سے کام نہیں چل سکتا جب تک سمجھانے والا استاد و راہبر موجود نہ ہو۔

2 اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کی راہنمائی کے لیے کتاب (قرآن مجید) کے ساتھ راہبر و قاصد اور استاد کی بھی ضرورت تھی تا کہ قرآن مجید میں جو تفصیلات آئی ہیں وہ امت و انسانیت کو سمجھا دی جائیں اور اس پر عمل کرنے کا طریقہ سکھا دیا جائے اور عملی طور پر دکھا دیا جائے۔ اس راہبر و قاصد کا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

جیسا کہ گاڑی چلانے کے لیے اور اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے کتاب کے ساتھ سمجھانے والے استاد و راہبر کی بھی ضرورت تھی ورنہ صرف کتاب سے مالک کو کیا سمجھ آ سکتا تھا استاد کے سمجھانے سے مالک کو گاڑی چلانا آئے گی اور اس سے فائدہ اٹھا سکے گا۔

نوٹ جب ایک جاپانی گاڑی کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے:

1 کتاب جس میں چلانے کی ساری ترتیبات موجود ہوں۔

2 استاد و راہبر جو چلانے کے سارے طریقے سکھا سکتا ہو۔

تو گاڑی کا مالک اگر کتاب کی ترتیب اور استاد کی راہنمائی کے مطابق گاڑی چلائے گا تو سالہا سال سو فیصد اس گاڑی سے فائدہ اٹھاتا رہے گا اور اگر کتاب کی ترتیب اور استاد کی راہنمائی کے مطابق گاڑی نہیں چلاتا تو سو فیصد اس گاڑی میں ناکام ہوگا اور خسارہ اٹھائے گا۔ اس گاڑی سے ایک دن بھی فائدہ نہیں اٹھا سکے گا، گاڑی کا بھی بیڑا غرق ہوگا، اپنا بھی بیڑا غرق ہوگا اور اس سے لوگوں کا بھی نقصان ہوگا جیسا کہ پہلے تفصیل سے گزر چکا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور واپس بھی اللہ تعالیٰ کی طرف جانا ہے آنے اور

جانے کے درمیان دنیا میں مختصر وقت کے لئے رہنا ہے دنیا کی زندگی میں جتنی ضروریات ہیں انسان کی ان ساری ضروریات کا بندوبست اللہ تعالیٰ نے کردیا ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق دو قسم پر ہے:

1 انسان

2 انسان کے علاوہ دیگر مخلوقات

غورطلب بات یہ ہے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد کیا ہے اور مخلوقات کی پیدائش کا مقصد کیا ہے؟

1 انسان کی پیدائش کا مقصد صرف اور صرف ایک ہے کہ اللہ تعالیٰ جو انسان کا خالق و مالک و رازق ہے اس نے انسان کو اپنے ساتھ تعلق کے لیے پیدا کیا ہے۔

قرآنی فیصلہ ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾

ترجمہ: اور میں نے جنات اور انسانوں کو اس کے سوا کسی اور کام کے لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔(سورہ الذّاریات: آیت 56)

یعنی: جن ہو یا انسان اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے اپنے ساتھ تعلق کے لیے پیدا کیا ہے۔عقائد میں بھی اور اعمال میں بھی۔اگر اپنے تعلق کے لیے پیدا نہیں کیا تو پھر کیا فائدہ؟ عبث ہے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ساری مخلوقات آسمانی ہو یا زمینی ،انسان کے لئے ہو اور انسان عبث ہو یہ کیسا ہوسکتا ہے؟ انسان کی پیدائش کا مقصد بہت اونچا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہو۔

2 انسان کے علاوہ آسمانی مخلوقات ہوں یا زمینی مخلوقات ساری کی ساری انسانی نفع کے لیے مقرر کی گئی ہیں۔آسمان انسان کے لیے چھت ہے سورج روشنی کے لیے، چاند تاریخوں کے لیے اور حج کے موسم کے لیے، ستارے زینت کے لیے اور شیاطین کے مارنے کے لیے اور رات کے وقت راستہ معلوم کرنے کے لیے ہیں بادل بارش کے لیے، زمین میں جتنی

مخلوقات ہیں مختلف قسم کے حیوانات ہوں یا مختلف قسم کی فصلیں ہوں پہاڑ ہوں پانی ہو جمادات نباتات یا مائعات ہوں وغیرہ وغیرہ ساری کی ساری انسان کی خدمت کے لیے مقرر کی گئی ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے ساتھ تعلق کے لیے پیدا کیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے تعلق بنانے کا راستہ وطریقہ کیا ہے؟

اس کے لئے دو کاموں کی ضرورت ہے:

1 کتاب اللہ جس کا نام قرآن مجید ہے۔اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بنانے کا طریقہ لکھا ہوا ہے اور ضروریاتِ دین تفصیل کے ساتھ لکھی ہوئی ہیں۔

2 قاصد و راہبر جن کا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔قرآن مجید میں جو تفصیلات اور ضروریات دین لکھی ہوئی ہیں وہ عملی طور پر سمجھاتے ہیں اور اپنے بیان اور تشریح سے سارا دین سمجھاتے ہیں۔کیونکہ یہ اصول ہے کہ صرف کتاب سے انسان فائدہ نہیں اٹھا سکتا جب تک سمجھانے والا نہ ہو جیسا کہ گاڑی کی کتاب سے گاڑی نہیں چلا سکتا جب تک کہ گاڑی کے استاد و ماہر کی راہنمائی نہ ہو۔

اسی طرح مدرسہ میں کوئی کتاب بھی طالب علم کو سمجھ میں نہیں آسکتی جب تک کہ معلم، استاد اور فن کے ماہر کی راہنمائی نہ ہو۔

اسی طرح سکول کالج یونیورسٹی میں کسی سٹوڈنٹ کو کوئی کتاب سمجھ میں نہیں آ سکتی جب تک اسکول کالج یونیورسٹی کے اساتذہ، لیکچرار اور پروفیسر کی راہنمائی نہ ہو۔

تو اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے بندہ کو کس طرح سمجھ میں آسکتا ہے جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی اور سمجھانا ساتھ نہ ہو؟

مثلاً قرآن مجید میں آیا ہے **اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ** **یعنی:** نماز قائم کرو۔اس سے ہمیں کیا

پتہ چلے گا کہ نماز پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیل سے نماز کے بارے میں بتایا ہے کہ پانچ وقت کی نماز ہے فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء۔ پھر یہ کہ فجر کی دو رکعت سنت دو رکعت فرض اور ظہر کی دس رکعتیں سنت اور فرض ہیں۔ اسی طرح باقی نمازوں کی تفصیلات ہیں۔ نیز ہر رکعت میں فرض اتنے ہیں واجب سنت مستحب اتنے ہیں وغیرہ۔ یہ سب کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھانے سے ہی سمجھ میں آیا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ۔ اسی طرح کھانا کیسے کھانا چاہیے؟ پانی پینے کا طریقہ، ماں باپ، بیوی بچوں، ہمسایہ اور مہمان کی خاطر تواضع اور اس کے علاوہ بھی حیوانات وغیرہ کے ساتھ کس طرح سلوک کرنا چاہیے یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا ہے اور سمجھا دیا ہے اور عملی طور پر کر کے دکھا دیا ہے۔

عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بنانے کے لئے کتاب (قرآن مجید) بھی ضروری ہے اور کتاب اللہ زبانی سکھانے والا اور اس کے معنی اور مضامین اور تشریحات اور تفصیلات اور صحیح طریقہ سمجھانے والا استاد و معلم قاصد و راہنما اور راہبر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضروری تھا جن کا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے قاصد اور رسول ہیں۔ دلیل و سند و معجزہ کے ساتھ امت و انسانیت کے پاس راہنمائی کے لیے آئے ہیں۔ جو ضروریاتِ دین قرآن پاک میں موجود ہیں وہ بھی تفصیل سے بتائی، سمجھائی اور عملی طور پر کر کے دکھائی ہیں اور جو جو مسائل قرآن پاک میں ظاہری الفاظ سے سمجھ میں نہیں آتے باوجودیکہ ان مسائل کا سمجھنا، سیکھنا بھی ضروری تھا ان کے سیکھنے میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وہ مسائل بھی تفصیل سے سمجھائے اور اپنے عمل سے واضح کرا دیئے ہیں مثلاً روٹی دائیں ہاتھ سے کھانا، کھانے کے لئے اس طریقہ پر بیٹھنا ہے، ہاتھ دھو کر کھانا کھانا ہے۔

پانی پینے کی چھ سنتیں ہیں:

1 دائیں ہاتھ سے 2 بیٹھ کر 3 پانی کے اندر دیکھ کر 4 بسم اللہ پڑھ کر
5 تین سانس میں 6 آخر میں الحمدللہ پڑھا جائے۔

یہاں تک کہ استنجا کا سنت طریقہ، بیوی کے ساتھ ہمبستری کا سنت طریقہ، جس طریقہ سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں۔ انسان کی پیدائش سے موت تک کے لیے۔ مثلاً پیدائش کے پہلے دن ایک کان میں اذان اور دوسرے کان میں اقامت کہنا، ساتویں دن صحیح اسلامی نام رکھنا، سر کے بال منڈوانا۔ عقیقہ کرنا، جب بولنا شروع کردے تو کلمہ طیبہ یاد کرانا وغیرہ وغیرہ۔ نماز سکھانا، دینی تعلیم دینا اور نیک خاتون سے رشتہ کرانا وغیرہ موت تک ہر شعبہ میں ایک ایک چیز کی راہنمائی کرانا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہبری سے ہی ہوتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قیامت تک جتنی راہنمائی کی ہے مرد وخواتین، چھوٹا وبڑا، علماء واَن پڑھ، سرمایہ دار اور غریب، عہدہ دار، عوام اور ملک کا حکمران، زندہ ومردہ، حیوانات، فصلیں، ماکولات ومشروبات، تعمیرات وتجارت وزراعت، وزارت وملازمت، صنعت وحرفت، دوست ودشمن، دنیا وآخرت، موت اور قبر، حشر ونشر، حساب وکتاب وشفاعت، جنت وجہنم اور اللہ تعالیٰ کا دیدار وغیرہ وغیرہ۔ سارے کے سارے احکامات جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے مقرر فرمائے ہیں وہ سوفیصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی سے سمجھ میں آتے ہیں۔ یہ ساری تفصیلات ومعلومات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی اور راہبری سے انسانیت تک پہنچی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی اور طریقے کی مکمل اتباع نصیب کرے اور دنیا اور آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی وتابعداری سے کامیابی نصیب کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت سے، آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی حق اور محفوظ کتاب ہے

3

نقل وعقل کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ ہمارے خالق و مالک ورازق ہیں اس کے سوا کوئی خالق و مالک ورازق نہیں ہے۔

مخلوقات دو قسم کی ہیں: 1 انسان 2 انسان کے سوا ساری مخلوقات

1 انسان کی پیدائش کا مقصد کیا ہے؟

2 انسان کے سوا ساری مخلوقات کا کیا فائدہ ہے؟

1 انسان کی پیدائش کا مقصد صرف اور صرف ایک ہے اور وہ ہے اپنے خالق و مالک ورازق، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بنانا۔

قرآنی فیصلہ ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾

ترجمہ: اور میں نے جنات اور انسانوں کو اس کے سوا کسی اور کام کے لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔ (سورہ الذّاریات: آیت 56)

یعنی: جن اور انس کی پیدائش کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بنانا ہے۔ عقائد میں بھی اور اعمال وعبادات میں بھی۔

2 انسان کی سوا ساری مخلوقات آسمانی ہوں جیسے سورج، چاند، ستارے، بادل اور بارش وغیرہ یا زمینی مخلوقات ہوں، حیوانات میں سے گائے بکری، گدھا، کتا، بلی، بھینس، اونٹ، دنبہ، بکرا، گھوڑا، خچر، مرغا مرغی، بطخ، پرندے، ہرن اور خرگوش وغیرہ ہوں یا فصلیں جیسے گندم، جوار، دالیں، مونگ، ماش، پھل جیسے آم، امرود، مالٹا، آڑو، توت، انگور، کھجور، انار، خربوزہ، تربوز، کیلا، جاپانی پھل، سبزیاں جیسے ٹماٹر، بھنڈی توری، کدو، گوبھی، مرچ وغیرہ وغیرہ ہوں یا

مائعات میں سے پانی چائے وغیرہ مختلف قسم کے مشروبات یا جمادات جیسے پہاڑ وغیرہ ساری کی ساری چیزیں اللہ تعالیٰ نے انسان کے نفع کے لیے مقرر کی ہیں۔

قرآنی فیصلہ ہے: وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ؕ

ترجمہ: اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اُن سب کو اس نے اپنی طرف سے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے۔ (سورہ جاثیہ: آیت 13)

یعنی: اللہ تعالیٰ نے آسمان ہمارے لیے چھت بنایا ہے، روشنی کے لیے سورج، تاریخ کے لیے چاند، زینت وراہنمائی کے لیے اور شیطان کو مارنے کے لیے ستارے، زمینی مخلوقات جتنی ہیں حیوانات ہوں یا فصلیں، مائعات ہوں یا جمادات وغیرہ اللہ تعالیٰ کو ان چیزوں کا کیا فائدہ ہے؟ یہ ساری کی ساری ہمارے فائدے کے لیے ہیں اور ہم ہی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ہماری مختلف قسم کی ضروریات اللہ تعالیٰ نے اسی آسمانی مخلوقات اور زمینی مخلوقات سے پوری کرائی ہیں اور ہماری خدمت میں لگائی ہیں۔

نوٹ جب اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا میں لایا ہے ہم خود نہیں آئے نہ اور کوئی ہمیں لایا ہے نیز ہماری ہر ضرورت کا بندوبست اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے۔ آسمان سے بھی، زمین سے بھی اور ہمارے اپنے اندر جتنی ضروریات ہیں وہ سب مہیا کی ہیں دیکھنے کے لیے آنکھ، سننے کے لیے کان، بولنے کے لیے زبان، چلنے کے لیے پاؤں، پکڑنے کے لیے ہاتھ وغیرہ وغیرہ۔ جب سب کچھ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے تو انسان سے ایک مطالبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بنالے اور انسان کی پیدائش کا مقصد بھی یہی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی برکت سے دنیا میں بھی معزز ہوگا، موت کے بعد قبر جنت کا باغ بنے گی، میدانِ حشر آسان ہوگا اور لامتناہی جنت بھی ملے گی۔

تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بنانے کا طریقہ کیا ہے؟

اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی ایسی کتاب کی ضرورت تھی جس میں انسان کے لیے

سب کچھ لکھا ہوا ہو کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے یہ عقیدہ ہونا چاہیے فلاں عمل کرنا چاہیے اور فلاں عمل نہیں کرنا چاہیے اور غلط عقیدہ سے بچنا چاہیے اور فلاں فلاں گناہ سے بچنا چاہیے وغیرہ وغیرہ تو اس کتاب کا نام ہے قرآن مجید۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلیل کے ساتھ نازل ہوا ہے۔ دلیل آگے تفصیل سے آ رہی ہے۔اس قرآن مجید میں ساری ضروریاتِ دین وضاحت و تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔

نقلی دلائل:

1 قرآنی فیصلہ ہے: ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۝

ترجمہ: یہ کتاب ایسی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں، یہ ہدایت ہے ڈر رکھنے والوں کے لیے۔(سورہ بقرہ: آیت 2)

یعنی: یہ کتاب قرآن مجید ایسی کتاب ہے جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہوسکتی ہے۔اس کا ہر مضمون ایسا زبردست دل کو لگنے والا ہوتا ہے کہ عقلِ سلیم اس مضمون کو پڑھ کر یہ فیصلہ کرتی ہے کہ یہ بات سو فیصد صحیح ہے۔ ہاں اگر کوئی شک کرتا ہے تو اس کے فہم وعقل کا قصور ہے دل کی آنکھ نابینا ہے۔ جب دل کی آنکھ اندھی ہو تو وہ نہیں دیکھ سکتا وہ شکی ہے اور قرآن مجید شک وشبہ کا محل ہی نہیں۔ جیسا کہ سورج کی روشنی میں شک نہیں ہوسکتا لیکن آنکھوں کا اندھا تو سورج کی روشنی کو نہیں دیکھ سکتا اس میں سورج کا قصور نہیں اندھے کی آنکھوں کا قصور ہے۔اسی طرح قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ کتاب ہے قوی قوی دلائل سے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہوسکتا لیکن شک کرنے والا خود اندھا ہے اور اس کے دل کا کمپیوٹر خراب ہے وائرس ہے جس کی وجہ سے عقل وفہم کام نہیں کرتا۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۝ **یعنی:** یہی قرآن مجید تقویٰ کا ارادہ رکھنے والے کیلئے صحیح راستہ

دکھانے والا ہے یعنی کوئی انسان نیک بننا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا، اس کے قہر سے بچنا، صحیح انسان بننا اور غلط راستے سے بچنا اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلنا جنت حاصل کرنے کا طریقہ، جہنم سے بچنے کی ترتیب، ماں باپ بیوی بچے ہمسایہ رشتہ داروں کے ساتھ زندگی گزارنے کا طریقہ، جائیداد و پیسہ کمانے کا طریقہ اور پھر صَرف کرنے اور لگانے کی ترتیب، بدنی عبادات مالی عبادات وعقائد وغیرہ کے بارے میں مکمل راہنمائی تفصیل کے ساتھ قرآنی آیات میں موجود ہے۔

لہٰذا **قرآنی فیصلہ ہے:** هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ **یعنی:** متقی بننے کے لیے سو فیصد قرآن پاک ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک کو ہم سب کے لیے سو فیصد ہدایت کا واسطہ بنا دیں او اپنی رضامندی کا ذریعہ بنا دیں، آمین اور اس کے لئے جس نے آمین کہا۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے تو اس کی دلیل کیا ہے؟

دلیل اس کی یہ ہے:

2 قرآنی فیصلہ ہے: وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ (سورہ بقرہ: آیت 23،24)

ترجمہ: اور اگر تم اس قرآن کے بارے میں ذرا بھی شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتارا ہے، تو اس جیسی کوئی ایک سورت ہی بنا لاؤ اگر سچے ہو، اللہ کے سوا اپنے تمام مددگاروں کو بلا لو پھر بھی اگر تم یہ کام نہ کر سکو اور یقیناً کبھی نہیں کر سکو گے تو ڈرو اُس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے وہ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

یعنی: اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں ساری دنیا کے کفار کو چیلنج کیا ہے اُس زمانہ سے لے

کر قیامت تک کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے کسی مخلوق کی نہیں نہ اس میں کوئی شک ہے نہ شک کے قابل کوئی بات ہے لیکن پھر بھی اگر تم اس میں شک کرتے ہو کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوئی ہے بلکہ یہ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے بنائی ہے (معاذ اللہ) تو پھر تم بھی مخلوق ہو عربی دان ہو بلکہ عربی تمہاری مادری زبان ہے، فصیح وبلیغ ہو۔ قرآن پاک جیسی فصاحت و بلاغت و ہدایت و راہنمائی اور علوم و معارف اور حُسنِ معانی اور لطائف واحکامِ معاش و معاد میں سارے قرآن مجید جیسا نہیں لا سکتے ہو تو دس سورتیں بنا کر لے آؤ۔ دس سورتیں نہیں بنا سکتے تو چھوٹی سی سورت تین آیات کی مقدار لے آؤ۔ چیلنج آسان ہو گیا۔ ایک کافر یہ مقابلہ نہیں کر سکتا، سو نہیں کر سکتے، ہزار لاکھ کروڑ ارب کھرب نہیں کر سکتے۔ ساری دنیا کو چیلنج ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا زمانے بھر کے مددگاروں کو چیلنج ہے سب کو بلا لو۔

اس زمانہ سے لے کر قیامت تک سارے کفار و مخالفین کو بلا لیں کہ چھوٹی سی سورت قرآن پاک جیسی بنا کر لے آؤ۔ مخالفین کے چیلنج کو اور آسان کر دیا، مقابلہ میں حوصلہ اور بڑھا دیا کہ ایک طرف صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ یتیم بھی تھے اور اُمی بھی، یعنی نہ مدرسہ سے پڑھے تھے نہ اسکول سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پہلے کچھ لکھنا پڑھنا نہیں آتا تھا اور دوسری طرف ساری دنیا کے کفار کو اس زمانہ سے لے کر قیامت تک چیلنج و مقابلہ کا اعلان ہے۔

اور باوجود اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکمل قرآن مجید تیس پارے، ایک سو چودہ سورتیں تھیں لیکن مقابلے میں ایک چھوٹی سی سورت پیش کر دیں۔ جب اس زمانہ سے آج تک چودہ سو چوالیس سے زائد سال گزر چکے ہیں، آج تک کفار نے ایک چھوٹی سی سورت بھی نہیں پیش کی باوجود اس کے کہ کفار کی تعداد کتنی زیادہ ہے۔ آج بھی دین کی ہر قسم

کی مخالفت کرر ہے ہیں۔ جانی ہو یا مالی نقصان، عزت کا ہو یا دولت کا نقصان وغیرہ وغیرہ یہ سارا برداشت کرر ہے ہیں لیکن چھوٹی سی سورت بنا کرلانے سے عاجز ہیں۔

آج تک کسی نے نہیں سنا کہ فلاں کافر یا کچھ کفار یا سارے کفار نے مل کر مقابلے میں قرآن پاک کی ایک چھوٹی سی سورت پیش کی ہو۔ تاریخ گواہ ہے باوجود اس کے کہ آج کل میڈیا کا دور دورہ ہے اور میڈیا بھی زیادہ تر کفار کے ہاتھ میں ہے۔ جب ساری دنیا کے کفار ومخالفین چھوٹی سی سورت نہیں لا سکتے تو اس سے پتہ چلا کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی نازل شدہ کتاب ہے کسی مخلوق کی بنائی ہوئی نہیں۔ پھر کون اللہ تعالیٰ کی کتاب کا مقابلہ کرسکتا ہے؟ مخلوق کی کتاب ہوتی تو اس کا مقابلہ ممکن تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے چیلنج اور بڑھا دیا:

قرآنی فیصلہ ہے: فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا

ترجمہ: پھر بھی اگر تم یہ کام نہ کرسکو اور یقینا کبھی نہیں کرسکو گے۔

یعنی: اے کفار! اگر تم ایک چھوٹی سی سورت نہیں لا سکتے بلکہ پہلے سے تم کو چیلنج ہے کہ تم لا ہی نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کو چیلنج بھی کیا اور اس آیت میں عار بھی دلائی ہے **وَلَنْ تَفْعَلُوْا** **ترجمہ:** یعنی تم ہرگز نہیں کرسکتے۔ یعنی اس چیلنج سے کفار کو اور جوش آنا تھا کہ ہم کیوں نہیں کر سکتے۔ لیکن آج تک چھوٹی سی سورت بھی بنا کر نہیں لائے۔ تو اس سے پتہ چلا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے مخلوق کے ہاتھ کی بنائی ہوئی نہیں ہے۔ اگر مخلوق کی بنی ہوئی ہوتی تو کفار بھی عربی دان تھے تو سارے قرآن کو کیوں نہیں بنا سکتے یا چھوٹی سی سورت کیوں نہیں لا سکتے۔ جب نہیں لا سکتے تو آگ سے ڈرو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس چیلنج کا دھمکی کی صورت میں اعلان فرما دیا۔

قرآنی فیصلہ ہے: فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ (سورہ بقرہ: آیت 24)

ترجمہ: تو ڈرو اُس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے وہ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

یعنی: اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب یہ ثابت ہوا ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے نہ آپ نے اپنی طرف سے بنائی ہے نہ بنا سکتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخلوق ہیں دنیا کی ساری مخلوق قرآن مجید جیسی کتاب نہیں لا سکتی بلکہ چھوٹی سی سورت بھی نہیں لا سکتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اپنی طرف سے سارا قرآن مجید لا سکتے ہیں۔تو یقین وقطعی طور پر ثابت ہوا کہ یہ ہمارے خالق و مالک اور رازق رب کی طرف سے نازل شدہ ہے مخلوق کی کتاب نہیں۔پھر اے کفار! جب تم اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کو نہیں مانتے ہو اور اس پر ایمان نہیں لاتے ہو پھر تم اللہ تعالیٰ کے منکر اور باغی کافر بن گئے باغی کافر کی سزا دوزخ کی آگ ہے اور ہمیشہ کے لیے ہوگی کیونکہ حکومت کا بھی ایک اصول ہے کہ باغی معاف نہیں کیے جا سکتے۔ہاں حکومت کا جو مجرم ہو باغی نہ ہو اس کو سزا بھی مل سکتی ہے اور معاف بھی ہو سکتا ہے اسی طرح کافر اللہ تعالیٰ کا باغی ہے وہ معاف نہیں ہو سکتا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا ہاں اگر کافر نہ ہو لیکن مجرم اور گناہ گار ہو یا تو اس کو سزا ملے گی، یا معاف ہوگا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ بہر حال جو اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کا منکر ہو وہ تو کافر ہی ہوگا لیکن کفار کو بھی قرآن مجید سے انکار نہیں کرنا چاہیے اور دوزخ کی آگ سے ڈرنا چاہیے جس آگ کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔پتھر کی آگ کتنی تیز ہوگی تو پتھر کے ساتھ کفار بھی ایندھن بن جائیں تو کیا حشر ہوگا؟ اور یہی آگ کفار کے لیے تیار ہو چکی ہے اور کفار ہی کے لئے منتظر رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم سب کی حفاظت فرما دیں اور قرآن مجید پر سو فیصد عقیدہ اور عمل کی توفیق عطا فرما دیں اور اس کا علم و عمل و محبت اور دخولِ جنت تک رفاقت نصیب فرما دیں، آمین اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

نوٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں یتیم پیدا ہوئے۔ نہ مدرسہ میں پڑھا نہ سکول میں، نہ والد کی نگرانی تھی نہ ماں کی، غارِ حرا میں اپنے معمولات و مراقبات کرتے تھے۔ عمر مبارک کے چالیس سال ہوئے تو مشرف بہ نبوت ہو گئے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونا شروع ہو گیا۔ مکہ مکرمہ کے مشرکین اور قریش اور عام کفار نے مخالفت شروع کر دی۔ مشرکین چونکہ اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بناتے تھے لہٰذا کفار بن گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ مشرکین نے ماننے سے انکار کر دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں بلکہ مخلوق کی طرف سے بنی ہوئی کتاب ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے چیلنج آ گیا کہ یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اگر تم شک کرتے ہو کہ یہ مخلوق کی طرف سے ہے تو تم بھی تو عربی دان ہو قرآن مجید جیسا بنا کے لے آؤ۔ سارا نہیں لا سکتے ہو **فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ** تو دس سورت لے آؤ۔ اتنا نہیں لا سکتے تو چھوٹی سورت تین آیت کی مقدار لے آؤ لیکن سارے کفار مقامی ہوں یا باہر سے آئے ہوں سب چھوٹی سی سورت لانے سے بھی عاجز آ گئے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے خالق ہیں خالق کی کتاب کا مقابلہ مخلوق نہیں کر سکتی۔ نہ اللہ تعالیٰ کی کتاب جیسی کتاب لا سکتی ہے، ساری کتاب تو درکنار چھوٹی سی سورت بھی نہیں لا سکتے۔ اس کے علاوہ ہر قسم کے مقابلے کے لئے تیار ہو جاتے تھے مالی بھی جانی بھی وغیرہ وغیرہ، یہاں تک کہ غزوہ بدر میں ستر کفار، مکہ مکرمہ والے سردار، تلوار کے نیچے آ کے قتل ہو گئے اور ستر قید ہو گئے۔ سارے قیدی مدینہ منورہ لائے گئے باوجود اس کے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر 313 افراد کا تھا اور کفار کا لشکر تقریباً ایک ہزار کا تھا اس کے علاوہ کفار کو اور بہت سے نقصانات اٹھانے پڑے یہاں تک کہ بیت اللہ و مکہ مکرمہ ان کے ہاتھوں سے نکل گئے۔

آخر کار سارے عرب ممالک میں اسلام کا جھنڈا بلند ہوا۔ کفر و شرک، یہودیت و نصرانیت نیست و نابود ہو گئے۔

کفار لوگ اتنی مشکلات کیوں برداشت کرتے تھے قرآن کریم کی ایک چھوٹی سی سورت نہیں لا سکتے تھے ان کے لے آنے سے کفار کے سارے مسائل و مشکلات حل ہو جاتے۔ تو اس سے پتہ چلا کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اس کا مقابلہ کرنا ان کے لیے ممکن نہ تھا نہ چھوٹی سی سورت لا سکتے تھے، نہ آج تک بنا سکے نہ قیامت تک یہ چیلنج قیامت تک ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کے دل کے کمپیوٹر کو صاف کر دیں اور وائرس سے محفوظ کر دیں۔ شیطان لعین اور نفس امارہ کی شرارتوں سے حفاظت فرما دیں، آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

3 قرآنی فیصلہ ہے: قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾

(سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر 88)

ترجمہ: کہہ دو کہ اگر تمام انسان اور جنات اس کام پر اکٹھے بھی ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا کلام بنا کر لے آئیں تب بھی وہ اس جیسا نہیں لا سکیں گے چاہے وہ ایک دوسرے کی کتنی مدد کر لیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے ساری انسانیت و جنات کو چیلنج کیا کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے کلام ہونے میں شک کرتے ہو بلکہ یہ سمجھتے ہو کہ یہ مخلوق کی بنی ہوئی کتاب ہے خالق و مالک و رازق رب کی کتاب نہیں ہے تو اگر سارے انسان و جن مل کر قرآن پاک جیسی کتاب لانا چاہیں تو نہیں لا سکتے اگرچہ ان میں سے بعض بعض کے معاون بن جائیں۔ اس چیلنج میں ساری دنیا کے انسان و جنات اس زمانے سے لے کر قیامت تک آ گئے تو اس زمانے سے لے کر آج تک چودہ سو چالیس سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود اور دنیا میں مخالفین کی کثرت کے باوجود قرآن مجید جیسی کتاب نہیں لا سکتے چاہے میڈیا پورا زور لگا لے اس کے باوجود کہ میڈیا

کفار کے ہاتھوں میں ہے پھر بھی نہیں لا سکتے۔تو پتہ چلا کہ قرآن مجید ہمارے خالق و مالک و رازق اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب جیسی کتاب مخلوق کس طرح بنا سکتی ہے یالاسکتی ہے؟ انسان اور جن اللہ تعالیٰ کی کتاب جیسی کتاب لانے سے عاجز اور بے بس ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقلِ سلیم اور صحیح سمجھ نصیب فرمادیں، آمین اور اس کو بھی جس نے آمین کہا۔

4 قرآنی فیصلہ ہے: يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٧﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿٥٨﴾ (سورۃ یونس: آیت 57،58)

ترجمہ: لوگو! تمہارے پاس ایک ایسی چیز آئی ہے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک نصیحت ہے اور دلوں کی بیماریوں کے لیے شفا ہے اور ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت کا سامان ہے۔ (اے پیغمبر!) کہو کہ یہ سب کچھ اللہ کے فضل اور رحمت سے ہوا ہے لہٰذا اسی پر تو انہیں خوش ہونا چاہیے۔ یہ اس تمام دولت سے کہیں بہتر ہے جسے یہ جمع کر کے رکھتے ہیں۔

یعنی: اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں چار بہت بڑے کمالات وانعامات رکھے ہیں۔

1 مَّوْعِظَةٌ نصیحت

یعنی: ہمارے رب اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن مجید نصیحت و سراسر خیر خواہی ہے انسان کے لئے جو فائدے اور کامیابی کی چیزیں ہیں دنیا عارضی میں بھی اور موت کے بعد قبر میدان حشر اور لامتناہی جنت میں بھی، قرآن مجید نے جو راستہ بتایا ہے جو لوگ اس راستے پر چلیں گے وہ سو فیصد کامیاب ہوں گے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور جو لوگ اس کی مخالفت میں چلتے ہیں تو ہم ان کو دیکھتے ہیں کہ وہ ناکام در ناکام ہیں۔ وہ لوگ خود اقرار کرتے ہیں کہ ہم مصائب و بے سکونی اور پریشانی کا شکار ہیں۔ تو اس سے پتہ چلا کہ قرآن پاک پر عمل

کرنا خیر خواہی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے موعظہ یعنی قرآن کریم سے کامل نفع نصیب کرے، آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

2 وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ

ترجمہ: دلوں کی بیماریوں کے لیے شفا ہے۔

یعنی: بیماریاں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ 1 جسمانی بیماریاں 2 روحانی بیماریاں

پہلی قسم جسمانی بیماریاں ہیں جو آسان ہیں جیسے بخار، زکام، یرقان، بلڈ پریشر، شوگر، گردے فیل ہونا، کینسر، ہارٹ اٹیک وغیرہ وغیرہ۔ یہ بیماریاں زیادہ سے زیادہ انسان کو موت تک پہنچاتی ہیں۔ موت سے کون بچ سکتا ہے۔ دوسری قسم دل کی بیماریاں روحانی ہیں مثلاً کفر کا عقیدہ، گناہوں کا شوق، گناہ کرنا، منافقت، حسد، دین سے غفلت، دنیا کی محبت، آخرت سے غفلت، خواہشات کی پیروی وغیرہ وغیرہ یہ روحانی بیماریاں ہیں یعنی دل کی بیماریاں۔ یہ بہت خطرناک ہیں ان سے انسان کافر بنتا ہے۔ دنیا اور خواہشات کی پیروی میں مبتلا دنیا کے اندر پاگل اور آخرت سے بے خبر ہوتا ہے۔ غیبت، بہتان، حسد، تکبر، جھوٹ، گالیاں وغیرہ میں جو لوگ مبتلا ہوتے ہیں انہی بیماریوں کی وجہ سے دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور ذلت میں مبتلا ہوتے ہیں اور قبر بھی جہنم کے گڑھوں میں سے گڑھا بن جاتا ہے۔ میدان حشر میں بھی ناکام ہوتے ہیں اور لامتناہی جنت سے بھی محروم ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ روحانی اور دل کی بیماریاں خطرناک ہوتی ہیں۔ قرآن پاک روح اور دل کی بیماریوں کا علاج ہے۔ قرآن پاک کی برکت سے کفر، منافقت اور دل کی مختلف بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ ان بیماریوں کا علاج ڈاکٹر کے کرنے سے نہیں ہوتا اور نہ ہی شفا مل سکتی ہے بلکہ ڈاکٹر لوگ بسا اوقات خود ان بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ یہ روحانی بیماریاں ہیں ان کا علاج بھی روحانی طریقے پر یعنی قرآنی آیات وراہنمائی سے اور ان پر عمل کرنے سے ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک کے ذریعے سے ہم سب کے دل ودماغ کی اور تمام روحانی بیماریوں سے شفا نصیب کرے، آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

3 هُدًى ہدایت ہے۔

انسان کے لیے تین مقاصد میں کامیابی ضروری ہے:

1 انسان کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ اپنے خالق و مالک و رازق اللہ تعالیٰ سے تعلق بنالے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو۔

2 انسان جب سے دنیا میں آیا ہے اس کے لیے دنیا میں زندگی گزارنے کی ایک خاص ترتیب ہے کہ ماں باپ کے ساتھ، بیوی بچے، بھائی، ہمسایہ، استاد و شاگرد وغیرہ کے ساتھ کس طرح زندگی گزارے، خرید وفروخت، پیسہ کس طرح کمانا ہے اور کہاں کہاں لگانا ہے وغیرہ سب کا طریقہ کار معلوم کرنا ضروری ہے۔

3 موت کے وقت ایمان کس طرح بچ سکتا ہے، قبر جنت کا باغ بننا، میدانِ حشر آسان ہونا، پل صراط پر آسانی سے گزرنا، جنت الفردوس حاصل کرنا، جہنم سے حفاظت ہونا، شیطان لعین اور نفسِ امارہ سے بچنے کا آسان طریقہ وغیرہ، انسان کے لیے یہ معلومات نہایت ضروری ہیں۔

نوٹ انسان کے لئے ان تینوں مقاصد میں کامیابی کا کیا طریقہ ہے؟

اس کا طریقہ قرانی ہدایات سے معلوم ہوتا ہے قرآن پاک **هُدًى** ہے یعنی مذکورہ ساری ضروریات کا طریقہ کار قرآن پاک میں وضاحت کے ساتھ تفصیلاً موجود ہے اگر قرآن پاک پر عمل ہو تو یہی انسان اپنے خالق و مالک ورازق اللہ تعالیٰ سے بھی جڑ جائے گا اور معاشرے میں بھی کامیاب ہوگا اور موت کے بعد لامتناہی زندگی میں بھی کامیاب ہوگا تو قرآن پاک ہدایت اور سو فیصد راہنمائی کے واسطے نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

4 وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴿۵۷﴾ اور ایمان والوں کے لیے رحمت کا سامان ہے۔

یعنی: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ایمان والوں کے لیے خصوصی طور پر بھیجا ہے قرآن پاک پر ایمان لانا، عمل کرنا، اس کا علم حاصل کرنا، حفظ کرنا، درس دینا، تلاوت کرنا، انگلی آیت پر رکھ کر آگے چلنا، بوسہ لینا، گھر میں تلاوت کے لیے رکھنا، اس کی خدمت کرنا، اس پر تفسیر لکھنا وغیرہ وغیرہ ایمان والوں کے لیے سراسر رحمت وثواب اور جنت کا واسطہ ہے نیز جہنم سے حفاظت ہے۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی رسی ہے وغیرہ۔

5 قرآنی فیصلہ ہے: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا (سورہ آل عمران: آیت 103)

ترجمہ: اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھامے رکھو۔

یعنی: قرآن مجید انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان رسی ہے جب انسان اس کو مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے کسی دوسری طرف نہیں جا سکتا۔ جب قرآن مجید میں ایمان والوں کے لیے یہ سارے فوائد ہیں اور انعامات ملتے ہیں تو یہ ایمان والوں کے لیے رحمت نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ ہاں کافر اس سے محروم ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پاک کی رحمت سے محروم نہ کرے قبر تک میدان حشر تک جنت تک ہمارے ساتھ رکھیں اور اس سے محبت کرنا اور اس پر عمل کرنا اور اس کی خدمت کرنا اور اس کی حفاظت کرنا ہم سب کو سو فیصد نصیب فرما دیں، آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

قرآنی فیصلہ ہے: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ (سورہ یونس: آیت 58)

ترجمہ: (اے پیغمبر!) کہو کہ یہ سب کچھ اللہ کے فضل اور رحمت سے ہوا ہے لہٰذا اسی پر تو انہیں خوش ہونا چاہیے۔ یہ اس تمام دولت سے کہیں بہتر ہے جسے یہ جمع کر کے رکھتے ہیں۔

یعنی: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ امت کو بتا دیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے قرآن مجید ہی وہ چیز ہے کہ جس پر خوشیاں منانا چاہیے لوگوں کی ساری جائیداد

سے بہت بہتر ہے جائیداد و مکان ہو یا دکان و بنگلہ ہو یا پلازہ و زمین ہو یا فصلیں و تجارت ہو یا زراعت یا صنعت و حرفت ہو یا بادشاہت و وزارت ہو یا ملازمت و حکومت ہو یا قیمتی گاڑیاں ہوں وغیرہ وغیرہ سب سے قرآن پاک خیر اور بہت بہتر ہے۔قرآن پاک کے مقابلے میں دنیا کی ساری نعمتیں ہیچ ہیں۔قرآن پاک وعظ و نصیحت اور دل کی بیماریوں کی شفا ہے۔اور اللہ تعالیٰ تک اور دنیا اور آخرت کی نعمتوں تک ہدایت اور راہنما ہے اور مومنین کے لیے خصوصی رحمت ہے پھر یہی قرآن پاک خوشیاں منانے کے لائق ہے قرآن پاک کے مقابلے میں کونسی جائیداد ایسی ہے جس پر خوشی منانی چاہیے یا منانے کے قابل ہے۔ ہر مسلمان کو قرآن پاک کی نعمت پر خوش ہونا چاہیے دل اور دماغ کو اس طرف متوجہ رکھنا چاہیے کہ قرآن مجید بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن پاک کی صحیح قدردانی اور محبت و تعلق اور خدمت و حفاظت نصیب فرما دیں اور اس کی ہر قسم کی برکات سے ہمیں سو فیصد نواز دیں اور اس کی ناقدری سے ہماری حفاظت فرما دیں۔آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی حق اور محفوظ کتاب ہے، دوسری قوی دلیل سے۔

6 قرآنی فیصلہ ہے: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (سورہ حجر: آیت 9)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ یہ ذکر (قرآن مجید) ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔**یعنی:** قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی حق و محفوظ کتاب ہے بندہ اور مخلوق کی طرف سے نہیں۔اس پر دو زبردست دلیلیں پیش کی ہیں۔

دلیل نمبر 1 قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے مخلوق کی بنی ہوئی کتاب نہیں ہے۔اس کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ قرآن پاک جیسی کتاب کوئی نہیں بنا سکتا سارا قرآن پاک تو درکنار چھوٹی سی سورت بھی نہیں بنا سکتے۔ایک انسان تو درکنار ساری دنیا کے اِنس و جن بھی مل کر نہیں بنا سکتے۔اُس زمانے کے لوگ تو درکنار اِس زمانے سے لے کر قیامت تک چیلنج ہے کہ

قرآن پاک جیسی کوئی چھوٹی کتاب یا چھوٹی سورت بھی نہیں لا سکتے اور نہ بنا سکتے ہیں آج تک کوئی نہیں لا سکا اور نہ بنا سکا نہ ہی دیکھا ہے نہ سنا ہے۔ باوجود اس کے کہ قرآن پاک کے مخالفین کفار کی تعداد بہت زیادہ ہے یہاں تک کہ مسلمانوں میں سے بھی کچھ لوگ دین کی مخالفت و دشمنی میں لگے ہوئے ہیں، ایک چھوٹی سی سورت تین آیات کی مقدار بھی نہیں لا سکتے۔

یہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا مقابلہ کون کر سکتا ہے جیسا کہ قرآنی فیصلہ نمبر 4 میں سطورِ بالا میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

دلیل نمبر 2 قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اس کے لیے دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں فرمایا ہے کہ میں نے ذکر کو نازل کیا یعنی قرآن پاک اور میں ہی اس کی حفاظت کرنے والا ہوں یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے کہ یہ میری کتاب ہے اس کی حفاظت میں خود کرتا ہوں۔ یہ دوسری دلیل ہے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔

اُس وقت سے لے کر آج تک چودہ سو چوالیس سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے کوئی شخص قرآن پاک میں کوئی تبدیلی یا کمی بیشی، آیت میں غلطی تو درکنار حروف وکلمات بلکہ زیر و زبر و پیش میں بھی نہیں کر سکا بلکہ نقاط میں تبدیلی نہیں کر سکے نہ لفظی نہ معنوی تغیر لا سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک مخالفین کا بڑا زور شور رہا ہے۔ مکہ مکرمہ میں قریش و دیگر کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا تنگ کرتے تھے اونچی آواز سے کوئی مسلمان کلمہ بھی نہیں پڑھ سکتا تھا۔ نماز کھلم کھلا ادا نہیں کر سکتے تھے۔ 13 سال مخالفین بھرپور مخالفت میں لگے رہے پھر راتوں رات مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف مہاجر ہوئے پھر

وہاں بھی نہیں چھوڑتے تھے پھر بدر کے غزوہ میں کفار، مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جنگ کی نیت سے نکلے اور بدر کے مقام پر لڑائی ہوئی۔اسی جنگ میں 70 کفار تلوار کی زَد میں آئے اور قتل ہوئے ۔ 70 کو قید کر کے مدینہ منورہ لایا گیا۔اسی طرح مدینہ منورہ میں اہل کتاب یہود و نصاریٰ ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوران کے ساتھیوں کو کتنا ستاتے تھے آخر کار بنو قریظہ سے لڑائی ہوئی اوران کو قتل کر دیا گیا اور بنو نضیر کو مدینہ بدر کر دیا گیا یوں مدینہ منورہ دونوں سے پاک ہو گیا۔

ابتدا سے لے کر آج تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین مخالفت میں سرگرم رہے اور اپنے آپ کا جانی نقصان مالی نقصان عزت وسلطنت کا نقصان برداشت کرتے رہے لیکن دو کام نہیں کر سکے اگران کاموں میں سے کوئی ایک کام بھی کر گزرتے تو کفار اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتے۔

1 قرآن پاک جیسی ایک چھوٹی سورت لے آتے جیسا پہلے تفصیلی بحث گزر چکی ۔

2 قرآن پاک کو تبدیل کر لیتے زیادہ نہ ہو تو زبر زیر یا پیش یا نقطہ میں تبدیلی لے آتے۔

تو پھر اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتے اور دین اسلام کو بھی شکست ہو جاتی۔

اے کفار! اے مخالفین! یہ بات مان لو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے مخلوق کی کتاب جیسی کتاب مخلوق بھی بنا سکتی ہے بلکہ اس سے بہتر بھی بنا سکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی کتاب کا مقابلہ کرنے سے ساری دنیا عاجز و قاصر ہے۔

تورات، انجیل میں تبدیلی ہو سکتی ہے بلکہ ہو چکی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تورات کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہود، تورات میں اور اسکے احکامات میں تبدیلی اور ردّ و بدل کرتے تھے تو آج کا کیا پوچھنا ہے۔

1 چیلنج آج ساری دنیا میں وہی قرآن پاک موجود ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں موجود تھا۔ اسی طرح ہمارے پاکستان بلوچستان لورالائی مدرسہ سراجیہ سعدیہ نزد کمشنری میں جو قرآن پاک موجود ہے وہی قرآن پاک سعودیہ، شام، عراق، ترکی، افریقہ، ایران، افغانستان، انڈیا، چین، جاپان، روس، امریکا وغیرہ میں موجود ہے۔

ایک سورت ایک ایک لفظ وکلمہ میں بلکہ زبر زیر پیش میں بلکہ نقطہ میں بھی فرق نہیں آیا ہے۔ سارے مسلمانوں کی طرف سے سارے مخالفین اور کفار کو چیلنج کیا جا سکتا ہے۔

2 چیلنج سارے مسلمانوں کی طرف سے یہود ونصاریٰ کو چیلنج ہے کہ ساری دنیا میں تورات وانجیل کے جتنے نسخے ہیں سارے ایک جیسے نہیں ہیں کہ ان میں کوئی اختلاف کی بات نہ ہو۔ جیسے قرآن میں کوئی اختلاف نہیں۔ ہم مسلمان اپنے دعوے میں صادق بھی ہیں اور چیلنج بھی دے سکتے ہیں۔ یہود ونصاریٰ نہ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں نہ اپنے دعوے میں صادق ہیں اور چیلنج تو بہت دُور کی بات ہے۔

نوٹ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی حق اور محفوظ کتاب ہے، دو دلائل کی روشنی میں۔

دلیل نمبر 1 ساری دنیا کے کفار ومخالفین قرآن پاک جیسی چھوٹی سی سورت نہیں لا سکتے۔ ہاں مخلوق کی بنی ہوئی کتاب لا سکتے ہیں بلکہ اس سے بہتر بھی لا سکتے ہیں اس سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ جو ہمارے خالق ہیں اس کی کتاب جیسی کتاب مخلوق کیسے لا سکتی ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں لا سکتی اور نہ آج تک لائی ہے نہ دکھا سکتے ہیں نہ ہی سنا سکتے ہیں، نہ کیا ہے اور نہ ہی مستقبل میں کر سکیں گے۔

دلیل نمبر 2 قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہی اس کی حفاظت کی

ذمہ داری لی ہے۔ ساری دنیا کے کفار ومخالفین نہ اس میں تغیر وتبدل کر سکتے ہیں اور بڑی تبدیلی تو درکنار زبر زیر پیش یا نقطہ بھی تبدیل نہیں کر سکتے۔ نہیں کر سکتے، نہیں کر سکتے، قطعاً نہیں کر سکتے۔ نہ آج تک کیا ہے اور نہ مستقبل میں کر سکیں گے نہ دکھا سکتے ہیں نہ سنوا سکتے ہیں اور نہ ہی مستقبل میں سنوا سکیں گے۔

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی حق اور محفوظ کتاب ہے اسی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی حقانیت قیامت تک کی دلیل واضح طور پر نظر آتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانے سے لے کر قیامت تک کے نبی ہیں۔ نبوت کے لیے معجزے کی ضرورت ہے جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے لئے لاٹھی، سانپ واژدہا بن جاتی اور یدِ بیضاء (چمکدار ہاتھ)، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ مُردوں کو زندہ کرنا اور لاعلاج مریض کو باذن اللہ شفا دینا وغیرہ۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم النبیین ہیں قیامت تک کے لیے نبی ہیں تو آپ کا معجزہ بھی قیامت تک ہوگا۔

معجزہ کی تعریف یہ ہے کہ مخلوق کی قدرت وبس سے باہر ہو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ جو ہمارے خالق ومالک ورازق ہیں اسی کے قبضہ قدرت میں ہو اور مخلوق اس کے لانے سے عاجز ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک ہے اس کے لئے دو معجزے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت میں تھے اور مخلوق اس سے عاجز تھی۔

1 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قیامت تک ہے اور آپ کا معجزہ بھی قیامت تک ہے جو کہ قرآن مجید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا۔ قرآن پاک جیسی چھوٹی سورت (تین آیت کی مقدار) مخلوق نہیں لاسکتی، اس کے لانے سے عاجز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے تیس پارے قران پاک کے نازل فرمائے ہیں۔ یہ ایک

واضح دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک نبی ہیں تو آپ کا معجزہ بھی قیامت تک کے لیے ہوگا۔

2 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک نبی ہیں آپ کا معجزہ قرآن مجید بھی قیامت تک ہے۔ کوئی اس کو ختم نہیں کرسکتا اس میں تغیر وتبدل نہیں لاسکتا۔ ساری دنیا کفار و مخالفین مل کر ایک کلمہ ایک لفظ بلکہ ایک زبر زیر پیش نقطہ میں تبدیلی نہیں کرسکتے ہیں قیامت تک۔ اس کے علاوہ مخلوق کی کتابوں میں تبدیلی لاسکتے ہیں بلکہ تورات وانجیل اور زبور میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہود اور نصاریٰ کے علماء نے تغیر وتبدل اور تحریف کا ارتکاب کر دیا تھا اور لوگوں کو غلط احکامات (تحریف شدہ) بتاتے تھے آج یہود ونصاریٰ خود اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ ساری دنیا میں تورات وانجیل کے جتنے نسخے ہیں ایک جیسے نہیں ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے تورات وانجیل کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی ہے۔ اور قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔

لہٰذا قیامت تک یہ معجزہ اسی طرح چلتا رہے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی قیامت تک چلتی رہے گی۔ معجزہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے مطابق قیامت تک چلتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے عقائد کی حفاظت فرمادیں اور بے دین و بداعتقاد اور منافقین ومفسدین اور کفار کے ایجنٹوں کے اثرات سے حفاظت فرمادیں۔ نیز نفسانی خواہشات اور شیطانی وساوس وتفکرات سے حفاظت فرمادیں، آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

موت کے بعد جزا اور سزا حق ہے

4 نقل وعَقل کی رَوشنی میں

موت سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا مسلمان ہو یا کافر، اس نے اس عارضی دنیا سے جانا ہے لیکن مسلمان کا یہ یقین ہے کہ نیک اعمال والے مسلمان کی قبر جنت کا باغ ہوگی، میدانِ محشر آسان ہوگا، پل صراط پر گزرنا آسان ہوگا حساب کتاب کے بعد جنت ملے گی۔ غیر مسلم کے لیے قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوگی اور حساب کتاب کے بعد لامتناہی دوزخ ہو گی۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْهَا

مسلمان کا عقیدہ ہے کہ موت کے بعد جزاوسزا جنت وجہنم حق ہے نقل وعقل کی روشنی میں

نقلی دلائل:

1 قرآنی فیصلہ ہے: ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ موت کے بعد کامیابی یہی ہے کہ جو فانی دنیا کے بعد آگ سے بچا اور جنت میں داخل ہوا

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾

ترجمہ: ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم سب کو (تمہارے اعمال کے) پورے پورے بدلے قیامت ہی کے دن ملیں گے۔ پھر جس کسی کو دوزخ سے دور ہٹالیا گیا اور جنت میں داخل کردیا گیا، وہ صحیح معنیٰ میں کامیاب ہوگیا، اور یہ دُنیوی زندگی تو (جنت کے مقابلے) میں دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں۔ (سورہ آل عمران، آیت 185)

یعنی: ہر جاندار کو ضرور بالضرور موت آئے گی قیامت والے دن نیک اعمال والے کو جزا

اور انعامات ملیں گے اور بُرے اعمال والے کو سزا اور عذاب ملے گا دونوں کو یہ بدلہ ضرور بالضرور ملے گا۔ لیکن کامیاب کون ہوتا ہے؟ جو دوزخ کی آگ سے بچا جو ساری پریشانیوں کا مرکز ہے اور جس کو جنت کا داخلہ مل گیا جو کہ سارے انعامات کا مرکز ہے تو وہ کامیاب ہو گیا۔ ہاں دنیا میں بہت سارے انعامات ہیں اچھا مکان، دوکان، سواری، لباس، کھانا پینا، دولت، عزت، باغات، بیوی بچے، عیش وعشرت وغیرہ جن کی چمک دمک نظر کو خوب معلوم ہوتی ہے۔ کسی شخص کو بھی اس پر مغرور نہیں ہونا چاہیے۔ یہ سب دھوکے کا سامان ہے موت سے یہ ساری چیزیں بے فائدہ و بے کار ہو جائیں گی ایک چیز بھی ساتھ نہیں جائے گی ہاں بغیر جیب کے کفن ساتھ جائے گا۔ دنیوی سامان نے اپنے مالک کو کتنا مصروف رکھا تھا موت تک چین وآرام سے نہیں بیٹھنے دیا لیکن دنیا سے سفر کے وقت سارا سامان وجائیداد یہیں پیچھے رہ جائے گا اور اپنے مالک سے بیزاری اختیار کرے گا۔ یہ کتنا بڑا دھوکہ ہے کہ موت تک انسان کو مصروف رکھا تھا اور آخرت کی کمائی سے بھی دور رکھا تھا دنیا کی مصروفیت میں شب وروز مصروف تھا، آخرت کی کمائی سے خالی ہاتھ چلا گیا تو یہی دنیا کی زندگی، دھوکے کا سامان نہیں تو اور کیا ہے؟ اور جنت کے انعامات ہمیشہ کے لیے ہوں گے اس میں کوئی دھوکہ نہیں ہے۔

مُردوں سے ذرا پوچھو کہ تمہاری جائیداد کا کیا بنا اور تمہارے نیک عمل سے تمہیں کیا ملا؟

حقیقی جائیداد یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی دھوکہ کے سامان سے حفاظت فرماویں اور وہ نیک اعمال نصیب کردیں جو دوزخ سے حفاظت اور جنت کے دخول کا سبب ہوں۔ آمین اور اس کیلئے بھی جس نے آمین کہا۔

2 قرآنی فیصلہ ہے:

سرکشی اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کی سزا دوزخ ہوگی
خوفِ الٰہی اور نفسانی خواہشات سے بچنے کی جزا جنت ہوگی

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ
خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾

ترجمہ: تو وہ شخص جس نے سرکشی کی تھی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی تو دوزخ ہی اس کا ٹھکانہ ہوگی لیکن وہ جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے کا خوف رکھتا تھا اور اپنے نفس کو بُری خواہشات سے روکتا تھا تو جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہوگی۔(سورۃ النازعات: آیت 37 تا 41)

یعنی: جن لوگوں نے دنیا میں سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی، دنیا کے دھندوں کو زیادہ توجہ دی اور آخرت کو فراموش کیا اور بھلا دیا انہی برائیوں کی وجہ سے اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا کیونکہ انہوں نے دوزخ کے اسباب کو ترجیح دی اور دوزخ سے بچنے کے اسباب سے غافل ہوئے۔تو ایسے شخص کے لیے دوزخ نہیں ہوگی تو پھر کیا ہوگا؟ کیا جنت ملے گی؟ کیونکہ موت کے بعد ہر انسان کے ساتھ انصاف کا معاملہ ہوگا اور انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے اور عقل کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ مجرم کو سزا ملے اور تابع دار کو جزا و ثواب ملے۔اور جو انسان اللہ تعالیٰ کی حضوری سے ڈرا یعنی موت کے بعد اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضری اور کھڑا ہونا ہے اسی ڈر کی وجہ سے خواہشاتِ نفسانی سے اپنے آپ کو روکا اور نیک اعمال اور تقویٰ اختیار کیا تو ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جنت ہوگا اور جنت کے انعامات سے اکرام ہوگا کیونکہ موت کے بعد جزا و سزا حق ہے وہاں انصاف ہوگا ظلم کی کوئی گنجائش نہیں ہوسکتی۔انصاف و عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس کو جنت ملے کیونکہ جنت اللہ تعالیٰ کا مہمان خانہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کا اپنے مہمان خانے میں ضرور اکرام کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے تو اس کا مہمان خانہ بھی ہمیشہ رہے گا اور اس کے مہمان بھی ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے۔ اور جہنم، اللہ تعالیٰ کا جیل خانہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہیں تو اس کا جیل اور قیدی بھی ہمیشہ رہیں گے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنۡھَا

3 قرآنی فیصلہ ہے: ہر ہر ذرّے کی جزا و سزا ملے گی

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۞ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۞ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۞ (سورہ زِلزال: آیت 6 تا 8)

ترجمہ: اُس روز لوگ مختلف ٹولیوں میں واپس ہوں گے تاکہ ان کے اعمال انہیں دکھا دیے جائیں چنانچہ جس نے ذرہ برابر کوئی اچھائی کی ہوگی وہ اسے دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر کوئی برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھے گا۔

یعنی: روز قیامت لوگوں کی واپسی ہوگی قبروں سے گروہ در گروہ، شرابیوں کا گروہ، زانیوں کا گروہ، ظالموں اور چوروں کا گروہ وغیرہ وغیرہ تاکہ ہر ایک کو اپنا عمل دکھایا جائے۔ نیک ہو یا بد پھر جس نے ذرہ برابر خیر کا عمل کیا ہوگا وہ اس کو دیکھ لے گا اور اس کو اس کی جزا ملے گی اور جس نے ذرہ برابر شر کا عمل کیا ہوگا وہ اس کو دیکھ لے گا اور اس کو عذاب و سزا ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک اعمال کی توفیق نصیب فرمائے اور شر کے اعمال سے حفاظت فرمائے۔ آمین اور اس کے لیے بھی جس نے آمین کہا۔

4 قرآنی فیصلہ ہے: نیکی کرنا اپنے آپ کا فائدہ ہے اور بدی کرنا اپنے آپ کے ساتھ بدی کرنے کے مترادف ہے

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۗ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ

(سورہ بنی اسرائیل، آیت 7)

ترجمہ: اگر تم اچھے کام کروگے تو اپنے ہی فائدے کے لیے کروگے اور بُرے کام کروگے تو بھی وہ تمہارے لیے ہی بُرا ہوگا۔

یعنی: جو لوگ دنیا میں نیکی اور تقویٰ کرتے ہیں تو دنیا و آخرت میں اس نیکی کا فائدہ انہی کو ملے گا کسی اور کا کیا فائدہ ہے؟ اور جو بدی کرتا ہے تو اس بدی کا نقصان بھی اس کو پہنچے گا دنیا و آخرت میں کسی اور کا کیا نقصان ہوگا۔

5 قرآنی فیصلہ ہے: موت کے بعد جزا و سزا دینے کے لیے لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں کیا مشکل ہے

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ

بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِ‏ۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٣٣﴾

(سورہ اَحقاف، آیت 33)

ترجمہ: کیا انہوں نے نہیں سمجھا کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے وہ تھکا نہیں۔ وہ اس (بات) پر بھی قادر ہے کہ مُردوں کو زندہ کر دے۔ بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یعنی: جو لوگ یہ شبہ کرتے ہیں کہ موت کے بعد سب لوگوں کو دوبارہ حساب کتاب، جزا و سزا کے لیے پیدا کرنا مشکل نظر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو ابتداءً پیدا کر سکتا ہے اور ان کو پیدا کرنے سے اللہ تعالیٰ نہیں تھکتا تو پھر اللہ تعالیٰ دوبارہ مُردوں کو زندہ بھی کر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے جب ہر چیز پر قادر ہے تو مُردے کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

6 قرآنی فیصلہ ہے: موت کے بعد وزنِ اعمال ہوگا

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿٦﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ﴿٧﴾ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿٨﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ﴿٩﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ؕ﴿١٠﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿١١﴾

(سورۃ القارعہ، آیت 6 تا 11)

ترجمہ: اب جس شخص کے پلڑے وزنی ہوں گے تو وہ مَن پسند زندگی میں ہوگا اور وہ جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے تو اس کا ٹھکانہ ایک گہرا گڑھا ہوگا اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ گہرا گڑھا کیا چیز ہے؟ ایک دہکتی ہوئی آگ۔

یعنی: روزِ قیامت وزنِ اعمال ہوگا پھر جس کا پلہ بھاری ہو گیا نیک اعمال کی وجہ سے تو وہ عیش و عشرت والی خوشحال زندگی میں ہوگا اور سب کچھ انعامات اور خوشیاں اس کو ملیں گی اور جس کا پلہ ہلکا ہو گیا نیک اعمال نہ ہونے کی وجہ سے یا نیک اعمال تھے لیکن صحیح طریقے سے نہیں تھے یا لوگوں کو ان کے حقوق ادا نہیں کئے تھے تو اس کی نیکی حقدار کو ملے گی یا ایمان

نہیں تھا جو نیک اعمال کی قبولیت کے لیے شرط تھا تو اس کا ٹھکانا ھاویہ ہوگا جو دہکتی ہوئی اور جوش مارنے والی آگ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں، آمین اور اس کے لیے بھی جس نے آمین کہا۔

7 قرآنی فیصلہ ہے: موت کے بعد کامیاب اور مقبول لوگوں کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ﴿۱۹﴾ اِنِّیْ ظَنَنْتُ
اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ﴿۲۰﴾ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ﴿۲۱﴾ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوْفُهَا
دَانِیَةٌ ﴿۲۳﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓــٴًـۢا بِمَاۤ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ﴿۲۴﴾

(سورۃ الحاقہ، آیت 19 تا 24)

ترجمہ: پھر جس کسی کو اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا کہ لوگو! لو یہ میرا اعمال نامہ پڑھو۔ میں پہلے ہی سمجھتا تھا کہ مجھے اپنے حساب کا سامنا کرنا ہوگا چنانچہ وہ من پسند عیش میں ہوگا اُس اونچی جنت میں جس کے پھل جھکے پڑ رہے ہوں گے (کہا جائے گا کہ) اپنے اُن اعمال کے صلے میں مزے سے کھاؤ پیو، جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں کیے تھے۔ **یعنی:** کامیاب اور مقبول انسان کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا تو وہ خوشی مناتا ہوا کہے گا کہ لوگو آجاؤ میرا اعمال نامہ پڑھ لو میرے رب نے مجھ پر کیسا عظیم احسان کیا حقیقی بات یہ ہے کہ میں دنیا میں نخرے نہیں کرتا تھا بلکہ پہلے سے میرا یقین تھا کہ موت کے بعد میرا حساب کتاب ہوگا میں اعمال میں احتیاط کرتا تھا تاکہ حساب کے وقت میرا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں مل جائے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس شخص کی زندگی میں خوشحالی ہوگی یہ رحمت اور راحت اس کو ملے گی۔ جو نہایت اونچے مقام اور عالی مرتبے والے باغ میں ہوگا اس باغ میں خوشہ اور میوے جھکے ہوئے قریب قریب ہوں گے باغ میں جانے کی ضرورت اور درختوں سے جھاڑنے کی ضرورت نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ کی طرف

سے جنتی کو حکم ہو گا کہ کھاؤ پیو مزے کے ساتھ، تمہارے ان نیک اعمال کی وجہ سے ہے جو دنیا میں کرتے تھے اور اس کی برکت سے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے رحم و کرم و فضل سے نصیب فرمادیں۔ آمین اور اس کے لیے بھی جس نے آمین کہا۔

8 قرآنی فیصلہ ہے: موت کے بعد بے ایمان لوگوں کو اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں ملے گا اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنۡهَا

وَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِىَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوۡلُ يٰلَيۡتَنِىۡ لَمۡ اُوۡتَ كِتٰبِيَهۡ ۚ‏ ﴿۲۵﴾ وَلَمۡ اَدۡرِ مَا
حِسَابِيَهۡ ۚ‏ ﴿۲۶﴾ يٰلَيۡتَهَا كَانَتِ الۡقَاضِيَةَ ۚ‏ ﴿۲۷﴾ مَاۤ اَغۡنٰى عَنِّىۡ مَالِيَهۡ ۚ‏ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ عَنِّىۡ
سُلۡطٰنِيَهۡ ۚ‏ ﴿۲۹﴾ خُذُوۡهُ فَغُلُّوۡهُ ۙ‏ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الۡجَحِيۡمَ صَلُّوۡهُ ۙ‏ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِىۡ سِلۡسِلَةٍ ذَرۡعُهَا
سَبۡعُوۡنَ ذِرَاعًا فَاسۡلُكُوۡهُ ؕ‏ ﴿۳۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ ۙ‏ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى
طَعَامِ الۡمِسۡكِيۡنِ ؕ‏ ﴿۳۴﴾ فَلَيۡسَ لَهُ الۡيَوۡمَ هٰهُنَا حَمِيۡمٌ ۙ‏ ﴿۳۵﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ غِسۡلِيۡنٍ ۙ‏ ﴿۳۶﴾
لَّا يَاۡكُلُهٗۤ اِلَّا الۡخٰطِئُوۡنَ ﴿۳۷﴾ (سورۃ الحاقہ، آیت 25 تا 37)

ترجمہ: رہا وہ شخص جس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا کہ اے کاش مجھے میرا اعمال نامہ دیا ہی نہ جاتا اور مجھے خبر بھی نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے؟ اے کاش! کہ میری موت ہی پر میرا کام تمام ہو جاتا میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا، میرا سارا زور مجھ سے جاتا رہا (ایسے ہی شخص کے بارے میں حکم ہو گا) پکڑو اِسے، اور اس کے گلے میں طوق ڈال دو، پھر اسے دوزخ میں جھونک دو، پھر اسے ایسی زنجیر میں پرو دو جس کی پیمائش ستر ہاتھ کے برابر ہو، یہ نہ تو خدائے بزرگ و برتر پر ایمان لاتا تھا، اور نہ غریب کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا، لہٰذا آج یہاں نہ اُس کا کوئی یار و مددگار ہے اور نہ اس کو کوئی کھانے کی چیز میسر ہے، سوائے غسلین کے، جسے گناہ گاروں کے سوا کوئی نہیں کھائے گا۔

یعنی: بے ایمان لوگوں کو آخرت میں اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں پشت کی طرف سے ملے گا،

(اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمادیں) پھر وہ افسوس کر کے حسرت کرے گا کہ میرا اعمال نامہ مجھے نہ ملتا اور میں حساب نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے افسوس کہ موت مجھے ختم کر دیتی۔ دنیا میں میں نے مال کمایا تھا لیکن وہ مال میرے کام نہیں آیا نجات نہیں دی۔ میرے پاس جو طاقت اور حکومت اور پاور تھی وہ بھی میرے کام نہیں آئی اور اس سے فائدہ نہیں ملا، لاشے اور نیست و نابود ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہو گا اس جہنمی اور دوزخی کو پکڑ و پھر اس کی گردن میں طوق ڈالو۔ اَلْجَحِیْم دوزخ کی آگ میں داخل کر دو پھر زنجیروں میں باندھ دو جس کی لمبائی ستر گز ہو گی تا کہ باندھنے کی وجہ سے آگ کی سوزش سے اِدھر اُدھر حرکت نہ کر سکے کیونکہ حرکت کی وجہ سے عذاب سے بچ سکتا ہے یا تھوڑی آسانی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کو ایسی سخت سزا کیوں ملتی ہے؟ کیونکہ دنیا میں نہ عظیم ذات اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا تھا نہ اس کے احکامات کی پرواہ کرتا تھا نہ حقوق العباد بندوں کا حق ادا کرتا تھا۔ غرباء و مسکین کی خود امداد تو درکنار لوگوں کو بھی کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا تھا۔ آج آگ سے بچانے یا تسلی دینے کے واسطے کوئی دوست نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ دنیا میں دوستی اور تعلق نہیں بنایا تھا تو موت کے بعد کون اس کا دوست ہو سکتا ہے؟ اور کھانے کا بھی کوئی انتظام نہیں ہو گا ہاں غِسلِین جو دوزخیوں کے زخموں کی بہتی ہوئی پیپ ہے ان کو کھلائے گا اور پلائے گا یہ وہ پیپ ہے جو گناہ گار کھائے گا زیادہ بھوک اور پیاس کی وجہ سے۔ کیونکہ اس کا گمان ہوتا ہے کہ اس کے کھانے اور پینے سے ہماری بھوک اور پیاس کا جو عذاب آیا ہے وہ ختم ہو جائے لیکن اس کے کھانے اور پینے سے عذاب اور بڑھ جائے گا بھوک اور پیاس سے جو تکلیف محسوس کرتا تھا پیپ کے کھانے سے اور پینے سے تکلیف کیسے ختم ہو گی بلکہ بڑھ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی ایسے عذابوں سے اپنے رحم سے حفاظت فرمادیں اور اپنے فضل و کرم سے اور رحمٰن و رحیم ہونے کی برکت سے ہمارے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں نصیب فرمادیں، آمین اور اس کے لیے بھی جس نے آمین کہا۔

نوٹ گزری ہوئی تفصیل سے پتہ چلا کہ ایمان والوں کو لامتناہی انعامات ملیں گے اور بے ایمان لوگوں کو سخت سزا وعذاب ملے گا۔ دونوں کا تعلق اسی مختصر دنیا سے ہے۔ اگر اس نے دنیا میں اپنے خالق و مالک ورازق اللہ تعالیٰ سے تعلق بنایا تھا اور ایمان لایا تھا اور ایمان کے تقاضوں پر عمل کرتا تھا تو وہ لامتناہی انعامات سے معزز ومکرم ومشرف ہوگا اور اگر کسی کا اس دنیا میں اپنے خالق و مالک ورازق اللہ تعالیٰ سے تعلق کٹ گیا تھا اور ایمان سے محروم ہو گیا تھا تو لامتناہی عذاب میں مبتلا ہوگا۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مختصر دنیا میں ایمان کے ساتھ نیک اعمال والے بنا دے اور موت کے بعد نیک اعمال کی جزا نیکی نصیب فرمائے، هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ، آمین

9 قرآنی فیصلہ ہے: موت کے بعد جہنمی لوگوں کی سزا

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿41﴾

(سورۃ الرحمٰن، آیت 41)

ترجمہ: مجرم لوگوں کو اُن کی علامتوں سے پہچان لیا جائے گا، پھر انہیں سر کے بالوں اور پاؤں سے پکڑا جائے گا۔ **یعنی:** گناہ گار لوگ پہچانے جائیں گے چہروں کی نشانیوں سے گناہ کی وجہ سے ان کے چہروں پر کالا رنگ، سیاہی چڑھی ہوئی ہوگی۔ اور آنکھوں میں نیلا رنگ ہوگا پھر سر کے بالوں سے اور پاؤں سے پکڑا جائے گا گھسیٹا، کھینچا جائے گا، دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ سر کے بالوں اور پاؤں سے پکڑنے کا مقصد یہ ہے کہ دونوں کو ملا کر کمر کی ہڈی اور جسم کی ہڈی توڑ پھوڑ کر سر کے بال اور پاؤں ایک دوسرے سے ملا کر پکڑے جائیں گے اور دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا۔

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿43﴾ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿44﴾

(سورۃ الرحمٰن، آیت 43،44)

ترجمہ: یہ ہے وہ جہنم جسے یہ مجرم لوگ جھٹلاتے تھے یہ اُسی کے اور کھولتے ہوئے پانی کے

درمیان چکر لگائیں گے۔ **یعنی:** گناہ گاروں کو کہا جائے گا یہ وہ جہنم ہے جس کا گناہ گار لوگ انکار کرتے تھے دنیا میں کہ موت کے بعد کوئی حساب کتاب، کوئی جنت اور جہنم نہیں ہوگی۔ جس جہنم سے تم انکار کرتے تھے یہ وہ ہے اور مجرمین جہنم اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان میں پھرتے ہیں، جہنم کی آگ اور شدید گرم پانی کے درمیان میں گناہ گاروں کو دونوں سے سزا ملے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم ورحمت سے ہم سب مسلمانوں کی حفاظت فرماویں، آمین اور اس کے لیے بھی جس نے آمین کہا۔

10 قرآنی فیصلہ ہے: ایمان والے اور تابعدار و فرماں بردار لوگوں کیلئے موت کے بعد مختلف قسم کے انعامات ہوں گے

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۚ **ترجمہ:** اور جو شخص (دنیا میں) اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا تھا اُس کے لیے دو باغ ہوں گے۔ (سورۃ الرحمٰن، آیت 46)

یعنی: جو موت سے پہلے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ہاں موت کے بعد حاضر ہونے کا یقین رکھتا ہے اور ڈرتا ہے اور ڈر کی وجہ سے ایمان بھی لایا ہے اور عملِ صالح بھی کرتا ہے اور گناہ سے پرہیز بھی کرتا ہے تو اس کے لئے دو باغ ہوں گے۔ جنت کا باغ کیسا باغ ہوگا؟ ہر قسم پھل فروٹ، نعمتوں سے بھرے ہوئے باغ ہوں گے۔ شکل وصورت تو دنیا کے پھلوں اور میووں کی طرح ہوگی لیکن ذائقہ اور مزہ میں زمین وآسمان کا فرق ہوگا اور ایسے ایسے انعامات ہوں گے کہ نہ آنکھوں نے دیکھا ہے نہ کانوں نے سنا ہے نہ کسی دل پر اُس کا گمان آیا ہے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ **ترجمہ:** تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے

ذَوَاتَاۤ اَفْنَانٍ ۚ (سورہ رحمٰن، آیت 48)

ترجمہ: دونوں باغ شاخوں سے بھرے ہوئے۔

یعنی: بہت شاخوں والے ہوں گے میوہ بھی زیادہ، پھل قسما قسم اور سایہ دار بھی ہوں گے۔

فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ۚ (سورہ رحمٰن، آیت 50)

ترجمہ: اُنہی دو باغوں میں دو چشمے بہہ رہے ہوں گے۔

یعنی: دونوں باغات میں دو چشمے جاری ہوں گے جو نہ بند ہونگے نہ خشک ہوں گے۔

فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ۚ (سورہ رحمٰن، آیت 52)

ترجمہ: اُن دونوں میں ہر پھل کے دو دو جوڑے ہوں گے۔

یعنی: دونوں باغات میں قسم قسم کے میوے ہوں گے بلکہ ایسے ایسے انعامات کہ نہ آنکھوں نے دیکھے ہیں نہ کانوں نے سنے ہیں نہ کسی کے دل پر اس کا تصور آیا ہے۔

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۢ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ۚ

ترجمہ: (جنتی لوگ) ایسے فرشوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے جن کے اَستر دَبیز ریشم کے ہوں گے اور دونوں باغوں کے پھل جھکے پڑ رہے ہوں گے۔ (سورہ رحمٰن، آیت 54)

یعنی: بستروں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے عام بستر نہیں ہوں گے بلکہ اس کا استر موٹا ریشم ہوگا بستروں کے اوپر کے کپڑے کا کیا پوچھنا کیسا نازک کپڑا ہوگا؟ میوہ حاصل کرنے کے لیے باغات میں جانے دوڑ لگانے کی درختوں پر چڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ دونوں باغات کے میوے قریب جھکے ہوئے ہوں گے جس وقت دل کی خواہش ہوگی تازہ تازہ میوہ حاصل کر سکے گا۔

فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۚ

(سورہ رحمٰن، آیت 56)

ترجمہ: اُنہی باغوں میں وہ نیچی نگاہ والیاں ہوں گی جنہیں ان جنتیوں سے پہلے نہ کسی انسان نے کبھی چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔ **یعنی:** ایسے انعامات کے ساتھ جب عورتیں، بیویاں نہیں ہوگی تو مرد پریشان ہوگا لیکن انہیں باغات میں خواہشات پوری کرنے کے لیے ایسی

خوبصورت بڑی آنکھوں والی حور (بیویاں) ہوں گی کہ ان کی نظریں نیچی ہوں گی حیا کی وجہ سے اور خاوند کے علاوہ کسی اور کی طرف نظر نہیں اٹھائیں گی انسان اور جنات نے ان سے کوئی قربت نہیں کی اپنے خاوند سے پہلے۔

كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۚ (سورہ رحمٰن، آیت 58)

ترجمہ: وہ ایسی ہوں گی جیسے یاقوت اور مرجان!

یعنی: وہ خوبصورتی اور خوش رنگی میں ان بہت بیش قیمت یاقوت اور مرجان جیسی ہونگی حسن و جمال اور پاکیزگی میں۔ سبحان اللہ وبحمدہ

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ **ترجمہ:** اور کیا بدلہ ہے نیکی کا مگر نیکی۔

یعنی: اہل جنت والوں کو ایسے ایسے مختلف قسم کے انعامات ملیں گے کہ انسان حیران ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہوتا ہے دنیا میں یہ نیک لوگ نیکی کرتے تھے یہاں تک کہ عبادت ایسے کرتے تھے کہ میں اللہ تعالی کو دیکھ رہا ہوں اسی نیکی اور عبادت کی جزا اور بدلہ موت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکی اور احسان ہی ہوگا۔ جنت کے مختلف انعامات مختلف شکلوں میں ہونگے۔ کیونکہ یہ اصول ہے کہ احسان کا بدلہ احسان ہوگا مثلا مزدور نے کسی سرمایہ دار کا کام کیا یہ احسان ہے سرمایہ دار اجرت اور مزدوری اس کو دیتا ہے احسان کا بدلہ احسان ہی ہوتا ہے یعنی اجرت دینا۔ اللہ تعالی ہم سب کو دنیا میں بھی احسان کی توفیق دے دیں اور موت کے بعد سکرات سے لے کر قبر، میدان حشر، پل صراط، جنت الفردوس تک احسانات کا معاملہ نصیب فرمادے آمین اور اس کو بھی جس نے آمین کہا۔

وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ۚ (سورہ رحمٰن، آیت 62)

ترجمہ: اور ان دو باغوں سے کچھ کم درجے کے دو باغ اور ہوں گے۔ **یعنی:** پہلے دو باغات کے علاوہ دو اور باغات ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے دو قسم کے ہوتے ہیں ایک

کا نام مقربین ہے بہت اونچے مقام والے۔ دوسروں کا نام اصحاب الیمین ہے یعنی دائیں ہاتھ والے جیسے سورہ واقعہ میں تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ یہاں پہلے دو باغات مقربین کے لیے ہوں گے اور دوسرے دو باغات اصحاب الیمین کے لیے ہوں گے جو پہلے سے کم درجے کے ہوں گے لیکن ہیں یہ بھی جنت کے باغات۔ کیا پوچھنا ہے جنت کا؟ جنت تو پھر جنت ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت سے محروم نہ کرے، آمین اور اس کو بھی جس نے آمین کہا۔

مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ (سورہ رحمٰن، آیت 64)

ترجمہ: دونوں سبزے کی کثرت سے سیاہی کی طرف مائل!

یعنی: یہ دو باغات ایسے گہرے سبز ہونگے کہ سیاہی کی طرف مائل ہوں گے یہ زیادہ ترو تازگی کی نشانی ہے۔

فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ (سورہ رحمٰن، آیت 66)

ترجمہ: اُنہی میں دو اُبلتے ہوئے چشمے ہوں گے۔

یعنی: اسی دو باغات میں دو چشمے ہوں گے پانی کے ابلتے ہوئے اور جوش مارنے والے ہوں گے۔

فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ (سورہ رحمن، آیت 68)

ترجمہ: اُنہی میں میوے اور کھجوریں اور انار ہوں گے۔

یعنی: ان دو باغات میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔ میووں میں انگور، آم، امرود، آڑو، املوک، جاپانی پھل، مالٹا، سیب، ہر قسم کے توت، تربوز، خربوزہ وغیرہ وغیرہ، دنیا کے پھلوں کی طرح ہوں گے لیکن ذائقہ وخوشگواری میں جنت کے پھل اور دنیا کے پھل کے درمیان زمین وآسمان سے بھی زیادہ فرق ہوگا۔

فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ (سورہ رحمٰن، آیت 70)

ترجمہ: اُنہی میں خوب سیرت خوب صورت عورتیں ہوں گی۔

چاروں باغات میں نہایت ہی بہترین پاکیزہ خوبصورت عورتیں اور حورعین ہوں گی دنیا جیسی عورتیں نہیں ہوں گی کہ کبھی خوشی کا سبب کبھی دردسر ہوں گی۔

ایک واقعہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے تنگ ہو کر بتایا، کیا کریں کہ نہ آپ کے ساتھ گزارا ہوسکتا ہے اور نہ آپ کے بغیر گزارا ہوسکتا ہے۔ دنیا کی بیبیاں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ جنت کی بیبیاں بڑی آنکھوں والی خوبصورت ہوں گی۔ ساری دنیا کی خوبصورت خواتین مل کر جنت کی حور کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ ہر کمال میں زمین اور آسمان کا فرق ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حورعین (بڑی آنکھ والی) کے ساتھ جوڑا بنا دیں، آمین اور اس کے لیے بھی جس نے آمین کہا۔

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِيَامِ ﴿۷۲﴾ (سورہ رحمٰن، آیت 72)

ترجمہ: وہ حوریں جنہیں خیموں میں حفاظت سے رکھا گیا ہوگا۔

یعنی: وہ بیبیاں حورعین ہوں گی جو خیموں میں رہتی ہیں اصل بیوی یہی ہوگی کہ خاوند کے انتظار میں خیمہ یا کمرہ میں یا گھر میں رہتی ہے۔ بازاری بیوی کیا بیوی ہے نہ پردے کا خیال نہ نظر کا خیال۔

اس حوالے سے حور کے بارے میں **حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِيَامِ** اور **قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ** آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب کرے، آمین اور اس کے لیے بھی جس نے آمین کہا۔

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾ (سورہ رحمٰن، آیت 74)

ترجمہ: اُنہیں ان جنتیوں سے پہلے نہ کسی انسان نے کبھی چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔

یعنی: پاکیزہ حور ہوگی کہ ساری زندگی میں جنتی خاوند سے پہلے نہ انسان نے اس کو ہاتھ لگایا ہے نہ جن نے۔ دل کش خواتین تو یہی ہوں گی۔

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾ (سورہ رحمٰن، آیت 76)

ترجمہ: وہ (جنتی) سبز قالینوں اور نفیس مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

یعنی: یہی جنتی لوگ بڑے بڑے تکیوں پر ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے ہونگے، سبز رنگ کی مسندوں پر ہونگے اور نہایت قیمتی بچھونوں پر اور نفیس بچھونوں پر ہوں گے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾ (سورہ رحمٰن، آیت 77)

ترجمہ: تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

یعنی: اے جن و انس اوپر کی آیات مبارکہ میں تمہارے رب کی جو جو عظیم الشان نعمتیں اور قدرت کی نشانیاں بیان کی گئی تم ان میں سے کس کس نعمت کو جھٹلانے کی جرأت کرو گے؟ یہ نعمتیں اور نشانیاں ایسی ہیں جن میں سے کسی کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

حدیث مبارکہ میں ہے، حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ایک (خدائی) منادی (جنتیوں میں) پکار کر اعلان کرے گا کہ اے جنت والو تمھارے لیے یہ بات طے شدہ ہے کہ ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہوگے اور یہ بھی طے شدہ ہے کہ ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی موت نہیں آئیگی اور یہ کہ ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہوگے اور یہ بھی کہ ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے کبھی محتاج نہ ہوگے۔ بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ 496 از مسلم شریف۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا اَنْتَ اَهْلُهٗ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْداً مُوَافِيًا لِنِعَمِهٖ وَ مُكَافِيًا لِمَزِيْدِهٖ

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۷۸﴾ (سورہ رحمٰن، آیت 78)

ترجمہ: بڑا بابرکت نام ہے تمہارے پروردگار کا جو عظمت والا بھی ہے، کرم والا بھی!

یعنی: جنتی لوگوں کو جتنے جتنے انعامات واحسانات ملے ہوئے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے نام لینے اور ذکر کرنے کی برکت سے ملے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نام لینے سے اتنے انعامات مذکورہ ملتے ہیں تو پھر جس شخص کا خود اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے تعلق بن گیا تو پھر اس وقت کیا کیا

انعامات ملیں گے اللہ تعالیٰ کی ذات بڑائی اور تعظیم والی ذات ہے۔

11 قرآنی فیصلہ ہے: کیا نیک و بد ایک جیسا ہو سکتا ہے؟

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ (سورہ ص، آیت 28)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں کیا ہم اُن کو ایسے لوگوں کے برابر کردیں گے جو زمین میں فساد مچاتے ہیں؟ یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کے برابر کردیں گے؟

یعنی: کیا خیال ہے لوگوں کا! کہ ایمان والے جو عمل صالح والے ہوں گے اور متقی لوگ اور فساد کرنے والے لوگ (گناہ گار)، ان کو میں برابر کردونگا یعنی جیسے گناہ گار ہیں ویسے نیکوکار ہوں، ایسا نہیں ہوسکتا۔

12 قرآنی فیصلہ ہے: کیا متقی اور مسلم گناہ گار ایک جیسا ہوسکتا ہے؟ نہیں نہیں

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ (سورہ قلم: آیت 34 تا 36)

ترجمہ: پرہیزگاروں کے لئے اُن کے پروردگار کے ہاں نعمتوں بھرے باغات ہیں۔ کیا ہم فرمانبرداروں کو نافرمانوں کی طرح نعمتوں سے محروم کردیں گے، تمھیں کیا ہوگیا ہے کیسی تجویز کرتے ہو؟

یعنی: اللہ تعالیٰ جو ہمارے خالق و مالک و رازق ہیں ان کے بندے دو قسم پر ہیں:

1. متقی، احکام الٰہی کے فرمابردار
2. گناہگار، احکام الٰہی کے نافرمان۔

متقی آدمی کو موت کے بعد اللہ تعالیٰ کے ہاں جنت کے باغ ملیں گے جن میں ہر قسم کی نعمتیں

جمع ہوں گی اور لامتناہی ہوں گی تو ان کی خوشیوں کا کیا مقام ہوگا؟ اور مجرم کو اپنی برائیوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے سزا ملے گی تو ان کی ذلت ورسوائی اور عذاب کا کیا ٹھکانہ ہوگا؟ اگر کوئی بے وقوف ایسا فیصلہ کرتا ہے کہ دونوں ایک جیسے ہوں گے، برا فیصلہ اور بیوقوفی والا اور عقل کے خلاف فیصلہ کیا، تو یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

مسلمان اپنی زندگی اپنے خالق و مالک و رازق اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں گزار دے تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کا جنت کے مختلف انعامات سے اکرام واعزاز فرماتے ہیں اور لامتناہی جنت دیتے ہیں اور اس کے برعکس مجرم اپنے خالق و مالک ورازق اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں مبتلا ہے تو گناہوں کی وجہ سے سزا کے قابل ہوا، انعامات واکرام تو درکنار جہنم اس کو ملے گی۔ مسلمان اور مجرم ایک جیسا کیسے ہوسکتا ہے؟

مثلاً ایک آقا کے دو غلام ہیں ایک سو فیصد تابعدار ہے دوسرا سو فیصد نافرمان ہے، کیا آقا (مالک) دونوں کے ساتھ ایک جیسا معاملہ و پیار کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ تابعدار سے پیار کرتا ہے اور احسانات کرتا رہتا ہے اور نافرمان کو سزا دیتا ہے اور ڈانٹتا ہے۔ صحیح یعنی عقل سلیم کا تقاضا وانصاف بھی یہی ہے۔ دنیا میں اس کا پتہ نہیں چلتا اس لیے کہ دنیا دارالعمل ہے اس میں عمل ہوتا ہے موت کے بعد دارالجزا ہے اس میں جزا وسزا ملتی ہے اس میں عمل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس دارالعمل دنیا میں سو فیصد متقی اور تابعدار بنا دیں اور موت کے بعد دارالجزا میں جنت النعیم کے انعامات نصیب کریں۔ آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

قبر جنت کا باغ ہوگا یا جہنم کا گڑھا ہوگا

اہل سنت والجماعت کے عقیدہ میں عذاب قبر حق ہے۔ جس طرح مؤمنین صالحین کو آرام ملتا ہے اور خوشی کے ساتھ قیامت تک رہنا ہوتا ہے۔ اسی طرح کافروں اور بدکاروں کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ قرآن پاک سے اجمالاً اور احادیث مبارکہ سے تفصیلاً ثابت ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ۔ (سنن ترمذی، جلد ثانی: صفحہ 73)

ترجمہ: قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

یعنی: قبر مٹی کا صرف گڑھا نہیں یا جنت کے باغات میں سے کوئی باغ ہے یا جہنم کے گڑھے میں سے کوئی گڑھا ہے۔ قبر کا عذاب وثواب برحق ہے۔ قرآن پاک میں اجمالاً اسکا ذکر ہے اور بہت سی احادیث میں تفصیلاً ہے اور اس پر اہل حق اہل سنت والجماعت کا اجماع واتفاق بھی ہے۔ نیک و بداعمال کی کچھ نہ کچھ جزا وسزا دنیا میں بھی ملتی ہے اور کچھ قبر میں بھی ملتی ہے۔ پوری آخرت میں ملے گی (آپ کے مسائل اور انکا حل، جلد 2، صفحہ 416 اور 419)۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ ڈاڑھی مبارک تر ہو جاتی تھی۔ سوال کیا گیا کہ آپ جنت ودوزخ کا تذکرہ کرکے نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر (اس قدر) روتے ہیں؟ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بے شک قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ سو اگر اس سے نجات پائی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہیں اور اس سے نجات نہ پائی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح 126، از ترمذی وابن ماجہ)

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ (ہاں! قبر کا عذاب حق ہے۔) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی نماز پڑھی قبر کے عذاب سے ضرور اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی۔ (مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ 125، از بخاری ومسلم)

عقلی دلائل:

دلیل نمبر 1

اللہ تعالیٰ کی مخلوقات دو قسم کی ہیں

1 انسان 2 انسان کے علاوہ ساری مخلوقات، مخلوقات آسمانی ہوں یا زمینی

1 انسان کی پیدائش کا مقصد ایک ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ **قرآنی فیصلہ ہے** کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾

2 انسان کے علاوہ ساری مخلوقات کا مقصد بھی ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ سب انسان کی خدمت کے لئے مقرر ہوئی ہیں۔ **قرآنی فیصلہ ہے** کہ وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ

پھر لوگ بھی دو قسم پر ہوتے ہیں۔

1 وہ لوگ ہیں جو موت تک عبادت ہی میں مصروف رہتے ہیں کوئی نافرمانی نہیں کرتے انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ ان کے ہر ہر عمل کا معاوضہ اور اجر مل جائے۔

2 وہ لوگ ہیں جو موت تک نیکی تو درکنار، گناہ و نافرمانی و ظلم و جبر اور جرائم میں مصروفِ عمل رہتے ہیں تو انصاف کا تقاضہ یہی ہے کہ ان کو سزا مل جائے اور عقاب دیا جائے لیکن دونوں کو یعنی تابعدار و فرمانبردار کو بھی اور ظالم و نافرمان کو بھی اسی دنیا میں کوئی جزا و سزا نہیں ملتی۔

اس سے پتہ چلا کہ دنیا دار العمل ہے اس میں عمل ہوتا ہے نیکی کا ہو یا برائی کا اور موت کے بعد کی منزلیں دار الجزا ہیں۔ نیکی والوں کو نیکی کا معاوضہ اور اجر اور انعامات ملیں گے قبر میں بھی اور جنت میں بھی۔

تجربہ سے ثابت ہے کہ بہت دیندار اور فرمانبردار، موت تک عبادت میں مصروف رہے لیکن ان کو ان کی عبادت کا معاوضہ نہیں ملتا اور اس کے برعکس بہت ظالم و نافرمان آدمی موت تک

گناہوں اور ظلم میں مصروف رہتا ہے۔ لیکن کوئی عذاب وسزا اس کو نہیں ملتی باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں انصاف ہی انصاف ہوتا ہے حق تلفی کی گنجائش ہی نہیں ہوسکتی کہ حق دار کو حق مل جائے اور ظالم کو سزا مل جائے۔

قرآنی فیصلہ ہے هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (سورہ رحمٰن، آیت 60)

ترجمہ: اچھائی کا بدلہ اچھائی کے سوا اور کیا ہے؟

ظالموں ونافرمانوں کو اپنے ظلم اور برائی کی سزا وعذاب اور تکالیف ملنی چاہئیں کیونکہ یہ اس کا بدلہ ہے۔ ظالم کے ظلم کے معاوضہ میں نیکی اور انعامات کیسے مل سکتے ہیں؟ اس سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے دارَین پیدا کیے ہیں ایک دارالعمل دوسرا دارالجزا۔

دنیا دارالعمل ہے اس میں عمل ہوتا ہے اگر نیکی کا عمل ہوا تو موت کے بعد دارالجزا ہوتا ہے اس میں ساری نیکیوں کا معاوضہ جزا اور انعامات ملیں گے قبر میں بھی اور لامتناہی جنت میں بھی۔ اگر اس دارالعمل میں ظلم، نافرمانیاں اور برائیاں کیں تو موت کے بعد دارالجزا ہوتا ہے اس میں ساری برائیوں، نافرمانیوں اور ظلموں کے ذرہ ذرہ کی سزا اور عذاب اور تکالیف ملیں گی قبر میں بھی اور جہنم میں بھی۔

مثلاً ملک کا ایک حکمران ہے مملکت میں تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

1 ایک وہ شخص ہے کہ حکومتِ وقت کا سو فیصد تابعدار ڈیوٹی کا پابند ہے جس عہدہ پر مقرر ہے وہ صحیح طریقہ سے سرانجام دے رہا ہے حکومت اس کو کتنا اعزاز دیتی ہے مکان، گاڑی، بہت زیادہ تنخواہ سے اس کا اکرام ہوگا۔

2 وہ شخص جو کبھی کبھار تابعدار، کبھی نافرمان ہوتا ہے حکومتِ وقت اس کو کبھی سزا دیتی ہے کبھی معاف کرتی ہے۔

3 وہ شخص جو حکمرانِ وقت کا باغی ہو، بادشاہ کی حکمرانی کا منکر ہو، حکومتِ وقت اس کو معاف نہیں کرتی۔ ضرور بالضرور سزا کا مستحق ہوگا، سزائے موت یا عمر بھر قیدی ہوگا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ہاں لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں:

1 وہ لوگ جو اس دار العمل میں سو فیصد اللہ تعالیٰ کے احکام کے تابع دار، فرماں بردار ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا دار الجزا میں موت کے بعد قبر اور جنت میں لامتناہی انعامات سے اکرام فرمائیں گے۔ دنیا، دار العمل میں اگر ان کو معاوضہ نہیں ملا تو کوئی حرج نہیں کیونکہ دنیا دار الجزا نہیں ہے دار العمل ہے۔

2 وہ لوگ جو اس دار العمل میں ایمان تو لائے ہیں لیکن کبھی ان سے گناہ ہوتا ہے اور کبھی ان سے نیکی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو دار الجزا میں نیکی کے ہر ذرہ کا معاوضہ دے گا اور گناہ، ہوسکتا ہے معاف کر دے یا سزا دے۔

3 وہ لوگ جو اس دار العمل میں سو فیصد نافرمان، کافر اور منکر تھے تو دار الجزا میں موت کے بعد ان کو سزا اور عذاب دائمی جہنم ہوگی۔ اس دار العمل میں تو ان کو اگر کوئی سزا اور عذاب نہیں ملا تو ہوسکتا ہے کیونکہ یہ دار الجزا نہیں ہے اور موت کے بعد دار الجزا میں لامتناہی عذاب، دائمی جہنم ہوگی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے باغی لوگ ہیں۔ منکر معافی کے قابل نہیں عمر بھر قیدی ہوگا جہنم میں جو اللہ تعالیٰ کی جیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے احکامات کا سو فیصد تابعدار بنا دے اللہ تعالیٰ ہم سب کی ہر قسم کی نافرمانیوں سے حفاظت فرمادے، آمین اور اس کے لیے بھی جس نے آمین کہا۔

نوٹ عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ دنیا دار العمل ہے موت کے بعد دار الجزا ہوگا تا کہ دنیا دار العمل میں جو اعمال ہوتے ہیں نیکی ہو یا بدی و ظلم ہو موت کے بعد دار الجزا میں نیکیوں کی جزا اور نافرمانی اور ظلم کی سزا اور عذاب مل جائے گا تا کہ انصاف کا جو تقاضا ہے وہ پورا ہو جائے اور نیکوکار کو انعامات مل جائیں اور ظالم کو سزا اور عذاب مل جائے اگر موت کے بعد جزا اور سزا نہ ہو تو انصاف کس طرح ہوسکتا ہے؟ دنیا دار العمل میں نیکی والے نے نیکی کی تو نیکی کا کوئی معاوضہ اور انعام نہیں ملا، ظالموں نے ظلم کیا تو ظلم کی کوئی سزا اور عذاب نہیں ملا، انصاف پر عمل نہیں ہوا انصاف کے لیے موت کے بعد جزا اور سزا ہوگی پھر انصاف پر عمل ہوتا ہے لہٰذا موت کے بعد جزا اور سزا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دار العمل میں نیک اعمال کی توفیق دے

کر، موت کے بعد دارالجزا میں قبر جنت کا باغ بنادے اور جنت الفردوس نصیب فرمادیں، آمین

دلیل نمبر 2 ہر انسان جو کام کرنا یا چھوڑنا چاہتا ہے تو دو وجہ میں سے ایک وجہ ضرور ہوگی۔

1 لالچ کی وجہ سے، وہ یہ کہ فلاں کام کرنا چاہیے اس میں یہ فائدہ ملے گا

2 ڈر کی وجہ سے، وہ یہ کہ مجھے فلاں کام نہیں کرنا چاہیے ورنہ مجھے یہ سزا ملے گی۔

مثلاً ایک ملازم ہے 8 گھنٹے ڈیوٹی کرتا ہے کوئی ایک غیر حاضری بھی نہیں کرتا کیوں کہ اس کو پچاس ہزار تنخواہ ملتی ہے تو اس لالچ کی وجہ سے حاضری کا بہت ہی پابند رہتا ہے۔ اسی طرح ڈر کی وجہ سے مثلاً کسی شخص نے کسی کو گالی دی تو اس کی وجہ سے اس کو شدید غصہ آیا جی میں آیا کہ پسٹل لے کر اس کو قتل کر دے لیکن اس کو اس بات سے ڈر ہوتا ہے کہ اگر میں اس کو قتل کروں گا تو حکومت وقت مجھے پکڑ کر پھانسی دے گی اور مجھے سزائے موت سنائے گی اس وجہ سے گالی اور غصہ کو برداشت کرتا ہے لیکن اس کو قتل نہیں کرتا ڈر کی وجہ سے۔

اسی طرح موت کے بعد جزا اور سزا ہوگی پھر دنیا میں دارالعمل میں انسان کنٹرول میں ہوتا ہے لالچ کی وجہ سے یا ڈر کی وجہ سے۔ مثلاً انسان کہتا ہے کہ اگر میں نے اپنے خالق و مالک و رازق اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر عمل کیا اور گناہوں سے پرہیز کیا تو موت کے متصل بعد میری قبر جنت کا باغ بن جائے گی اور حساب کتاب کے بعد مختلف انعامات سے بھری ہوئی لامتناہی جنت مل جائے گی اسی لالچ کی بنا پر ہر قسم کے نیک اعمال آسانی سے کرتا ہے اور آدمی کنٹرول میں ہوجاتا ہے۔

اسی طرح جب انسان کہتا ہے کہ اگر میں نے اپنے خالق و مالک و رازق اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی خلاف ورزی کی موت کے متصل بعد میری قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوگا اور حساب کتاب کے بعد عذابوں سے بھری ہوئی جہنم ہوگی، جنت کہاں سے ہوگی؟ میرے برے اعمال جنت کے قابل ہی نہیں تھے لہٰذا اسی ڈر کی وجہ سے ہر برائی اور نافرمانی اور ظلم سے خوب پرہیز کرنا چاہیے۔

نوٹ ان تفصیلات سے پتہ چلا کے اس دنیا دارالعمل کے بعد دارالجزا ہوگا۔ جزا و سزا حق

ہے اسی جزا کے لالچ اور سزا کے ڈر سے سارا دین کنٹرول ہوگا نیک اعمال کی پابندی ہوگی اور گناہ سے حفاظت آسان ہوگی اگر موت کے بعد جزا وسزا نہ ہوتی تو انسان کتنا بے لگام ہوتا۔ نہ نیک اعمال کا لالچ نہ گناہوں سے ڈر ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جزا وسزا پر سو فیصد یقین کرنے کی برکت سے اپنے احکامات اور اتباعِ سنت کی پیروی نصیب کریں اور اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانیوں اور سنت طریقے کے خلاف ورزی سے حفاظت فرمائیں اور تزکیہ نفس کرادے نفس امارہ جو گناہ کا انجن ہے گناہ آسان کراتا ہے نیکی مشکل کراتا ہے، کو نفس مطمئنہ بنادے جو نیکی کا انجن ہے نیکی آسان کراتا ہے اور گناہ مشکل کراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ہر قسم کی حفاظت فرمائیں، آمین اور اس کے لیے بھی جس نے آمین کہا۔

سوال: **موت کے بعد دارالجزا کو دیکھا نہیں تو لوگ کس طرح بڑے بڑے انعامات پر یقین کریں اور اسی طرح سخت سخت عذابوں کا یقین کریں؟**

جواب: بڑے بڑے انعامات کا یقین اور سخت سخت عذابوں کا یقین نقل یعنی قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے جیسے پہلے بہت تفصیل سے گزر گیا بغیر شک وشبہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ اسی طرح عقل سے بھی ثابت ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ دنیا دارالفنا اور دارالعمل میں کتنے کتنے مختلف قسم کے خوبصورت عجیب مزہ دار دلکش انعامات کو پیدا کرسکتا ہے۔ مردوں کے لیے عجیب وخوبصورت ودلکش عورتیں پیدا کرسکتا ہے تو خواتین کے لیے بھی عجیب وخوبصورت مردوں کو پیدا کرسکتا ہے اور کتنے کتنے خوبصورت مکانات اور گاڑیاں اور کھانے کے لئے کیسے کیسے ذائقہ والے پھل اور فروٹ اور گوشت، کباب، انڈے، پراٹھے وغیرہ اور دلکش باغات اور بچے اور خدام وغیرہ اسی فانی بے بقا دنیا دارالعمل میں اللہ تعالیٰ دے سکتا ہے اور بہت لوگوں کو دیا بھی ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں تو موت کے بعد دارالجزا باقی لامتناہی زندگی میں کیونکر نہیں دے سکتا؟

اسی طرح اس دنیا دارالعمل ودارالفنا بے بقا زندگی میں کتنے کتنے مختلف قسم کے سخت سخت عذابوں اور مصائب اور دردوں پریشانیوں کو پیدا کرسکتا ہے۔ آگ میں جلانا، بھوک اور

پیاس کی وجہ سے تکلیف، نیند نہیں آنا اور سر کا درد، دانت کا درد، سخت گرمی یا سخت سردی کی تکلیف یا گھر میں تنگدستی یا مخالفین کی دشمنی یا ایک دوسرے کے ساتھ مار پیٹ کا جھگڑا وغیرہ کیسی کیسی تکالیف دنیا دار الفنا میں اللہ تعالیٰ پیدا کر سکتا ہے تو موت کے بعد دار الجزا میں اور باقی لامتناہی زندگی میں جہاں نہ عمل ہوتا ہے نہ دار العمل ہے وہاں اللہ تعالی سخت سخت عذاب اور آگ سے جلانا اور تلخ وکڑوا درخت زقوم کا کھلانا اور جہنم کی آگ سے گرم شدہ پیپ، جو جہنمی لوگوں کے جسموں سے نکلی ہوئی پیپ ہوگی، جہنمیوں کو کیوں نہیں دے سکتا اور کھلا اور پلا سکتا؟ اللہ تعالیٰ جیسے دنیا میں سخت عذابوں پر قادر ہے موت کے بعد دار الجزا میں بھی قادر ہے۔

نوٹ اس مذکورہ بیان سے پتہ چلا کہ عقلِ صحیح کا تقاضہ وفیصلہ بھی یہی ہے کہ موت کے بعد جزا اور قبر جنت کا باغ بننا اور آخر میں لامتناہی جنت ملنا حق ہے اور قبر کا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بننا اور آخرت میں جہنم ملنا حق وسچ ہے جیسے نقلی دلائل سے تفصیلاً گزر چکا ہے۔ اللہ تعالی اپنی رحمت وفضل وکرم سے ہم سب مسلمانوں کے اسلامی عقائد کی حفاظت فرما دیں اور شکوک وشبہات وتذبذب اور شیطانی وساوس اور نفس امارہ کی شرارتوں سے اور غلط ماحول و گمراہی سے حفاظت فرما دیں، اور سکرات کے وقت ہمارے ایمانوں کی حفاظت فرما دیں، آمین۔ آخر میں ہم سب کو اپنے خالق ومالک اور رازق، رحمٰن ورحیم کے ساتھ ایسی حالت میں ملاقات کرادے کہ کامل ومکمل ایمان کے ساتھ کامل تقویٰ کے ساتھ ایسی خوشخبری سنا دیں کہ

يَاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾ ، آمین اور اس کے لئے بھی جس نے آمین کہا۔

ان موضوعات پہ قرآن مجید میں ایسی سینکڑوں کی تعداد میں آیات موجود ہیں جو اس مختصر کتاب میں نہیں آسکتیں، لہٰذا ان چند آیات پر اکتفا کیا گیا ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِيْٓ اَوَّلِ كَلَامِنَا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِيْٓ اَوْسَطِ كَلَامِنَا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِيْٓ اٰخِرِ كَلَامِنَا

(قرآن پاک وحدیث مبارک کی روشنی میں)

اللہ تعالیٰ حق رب ہونے پر کامل یقین اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حق رسول ا
ہونے پر کامل یقین اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی حق اور محفوظ کتاب ہونے پر کامل یقین اور موت کے
جزا و سزا کے حق ہونے پر کامل یقین حاصل کرنے اور عمل کرنے کا آسان طریقہ کورس درج ذیل

اللہ تعالیٰ کی مخلوقات دو قسم کی ہیں۔ **1** انسان **2** باقی مخلوقات جو انسان کی نفع رسانی
لیے ہیں چاہے وہ زمین ہو یا آسمان، سورج ہو یا چاند ستارے یا بادل، دن ہو یا را
حیوانات ہوں یا نباتات، پانی ہو یا آگ، فصلیں ہوں یا باغات، ماکولات ہوا
مشروبات وغیرہ وغیرہ، سارے کے سارے انسان کی نفع رسانی کے لیے اللہ تعالیٰ نے
کئے ہیں۔ ان دو قسم کی مخلوقات میں سے مقصودِ اصلی، انسان ہے۔ دوسری سب مخلو
انسان کی نفع رسانی کے لیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو کس مقصد کے لیے پیدا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ص
اور صرف اپنی عبادت اور تعلق کے لئے پیدا کیا ہے۔ قرآنی فیصلہ ہے: وَمَا خَلَقْتُ ا
وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (سورۃ الذّٰریٰت: آیت 56) **ترجمہ:** اور میں نے جو بن
جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو۔ یعنی: میں نے جن وانس کو صرف اور صرف اپنی عبادت
تعلق کے لیے پیدا کیا ہے۔ جب انسان کا تعلق اپنے خالق، مالک، رازق اللہ تعالیٰ
ہو گیا تو دنیا بھی بن جائے گی، قبر اور میدان حشر بھی بن جائے گا۔ اور لامتناہی جنت بھ
جائے گی ورنہ دنیا میں بھی مصائب، قبر میں بھی، روز قیامت میں بھی اور پھر جہنم میں عذا
عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بنانے کا کورس کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
دو کورس دے کر بھیجا۔ ان دو کورسوں کو چلانے سے انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق وا

جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوجائیں گے۔ پھر لامتناہی جنت والے بن جائیں گے اور جہنم سے بچ جائیں گے، دنیا بھی کامیاب اور آخرت بھی۔

وہ دو کورس اس آیت مبارکہ میں مذکور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ (سورۃ جمعہ: آیت 2)

ترجمہ: وہ ذات جس نے اٹھایا اَن پڑھوں میں ایک رسول، انہی میں سے، پڑھ کر سناتا ہے ان کو اس کی آیتیں اور ان کو سنوارتا ہے اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور عقل مندی۔

یعنی: اللہ تعالیٰ نے اَن پڑھ لوگوں میں دو کورس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو فنون / کورس کو ان میں چلایا۔ ایک کا نام ہے **علمِ ظاہری**۔ وہ ہے قرآن پاک زبانی سکھانا، معانی سکھانا اور احادیث مبارکہ سکھانا۔ دوسرے فن / کورس کا نام ہے تزکیہ نفس / **علمِ باطنی**، یعنی نفس امارہ کو ختم کرا کے نفس مطمئنہ بنانا اپنی صحبت اور توجہ و تصرف قلبی اور آیات اللہ کے برکت سے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان میں نفس امّارہ موجود ہے جس کی علامت یہ ہے کہ گناہ کرنا آسان اور نیکی کرنا مشکل۔ جب تزکیہ نفس ہوگیا تو نفس امارہ ختم ہوجاتا ہے اور نفس مطمئنہ بن جاتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ گناہ مشکل اور نیکی آسان ہوجاتی ہے جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے اور ایمان لانے سے پہلے نفس امارہ میں مبتلا تھے۔ گناہ اور شرک آسان اور نیکی مشکل تھی ایمان لانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور تزکیہ سے نفس امارہ ختم ہوا اور نفس مطمئنہ والے بن گئے پھر وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جلیل القدر حضرات بن گئے اور ساری دنیا میں اسلام کا غلبہ اور رونق لے آئے۔ دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اپنی رضامندی اور جنت کا اعلان کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دنیا سے پردہ فرمایا تو انہی دو فنون کو ہمارے درمیان چھوڑا۔

1 **پہلا فن کورس علم ظاہری** یہ مدارس دینیہ میں علماء کرام سے حاصل ہوتا ہے۔ یعنی قرآن پاک زبانی، معانی اور احادیث مبارکہ کی تعلیم۔

2 **دوسرا فن کورس تزکیہ نفس یعنی علم باطنی** یہ عمل کا کورس ہے یہ خانقاہوں میں مرشدین کاملین (شرعی پیروں) سے بیعت اور ان کے طریقے کے مطابق ذکر واذکار کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

نوٹ نفس کی تین اقسام ہیں:

1 **نفسِ امارہ** **2** **نفسِ لوّامہ** **3** **نفسِ مطمئنہ**

تینوں کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔ نفس امارہ کی علامت یہ ہے کہ گناہ آسان، نیکی مشکل۔ نفس لوامہ کی علامت یہ ہے کہ گناہ کرواتا ہے پھر ملامت کرتا ہے۔ نفس مطمئنہ کی علامت یہ ہے کہ گناہ مشکل اور نیکی آسان ہوجاتی ہے۔

تفصیل یہ ہے کہ جس شخص کی کسی مرشد کامل سے بیعت نہیں ہوئی وہ نفس امارہ میں مبتلا ہوتا ہے اس کے لیے گناہ آسان اور نیکی مشکل ہوتی ہے۔ جس شخص کی بیعت ہوئی ہے مگر ذکر نہیں کرتا وہ نفس لوامہ والا ہوتا ہے۔ نفس اس سے گناہ کرواتا ہے پھر ملامت بھی کرتا ہے۔ موت تک یہی کیفیت رہتی ہے۔ اور جس شخص کی مرشد کامل سے بیعت ہوئی ہو اور مرشد کی ترتیب کے مطابق ذکر بھی کرتا ہے وہ نفس مطمئنہ والا ہوتا ہے۔ اس کے لیے گناہ مشکل اور نیکی آسان ہوتی ہے۔ سکرات کے وقت اس نفس مطمئنہ والے کو پانچ خوش خبریاں ملتی ہیں۔ قرآن پاک سے ثابت ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾ (سورۃ فجر: آیت 27 تا 30)

ترجمہ: اے وہ نفس جس نے چین پکڑ لیا، چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر شامل ہو میرے بندوں میں۔ داخل ہو میری بہشت میں۔ یعنی: سکرات کے وقت نفس مطمئنہ والے کو پانچ خوش خبریاں ملتی ہیں۔

1 اپنے رب کی طرف واپس جا (علیین میں) **2** آپ اللہ تعالیٰ سے راضی

3 اللہ تعالیٰ آپ سے راضی۔ **4** نیک لوگوں میں داخل ہوجا۔ **5** جنت میں داخل ہوجا (سورۃ فجر کی آخری آیات)۔ ہمیں اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے۔ اس سے بڑی کامیابی اور کیا ہوسکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ سب کو نصیب فرمائے، آمین۔

قرآن پاک میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے گیارہ قسمیں اٹھا کر سورۃ الشّمس میں وَالشَّمۡسِ وَضُحٰهَا سے لے کر قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰهَا ۙ﴿۹﴾ وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰهَا ﴿ؕ۱۰﴾ تک دو باتوں پر قسم لی ہے۔ **1** جس نے نفس کا تزکیہ کیا وہ کامیاب ہے۔ **2** جس نے نفس کو گندا کیا وہ ناکام ہے۔ یہ قرآنی فیصلہ ہے۔

نوٹ عالم ہو یا ان پڑھ، ملک کا حکمران ہو یا عوام، افسر ہو یا ملازم، دینی طالب علم ہو یا سکول کا، مرد ہو یا عورت، مسلم ہو یا کافر، بشرطیکہ ایمان لے آیا ہو سب کے لیے ضروری ہے کہ کسی مرشد کامل (شرعی پیر) سے بیعت کرلے اور اس کی ہدایت کے مطابق ذکر کرے اگرچہ مختصر ذکر کرے۔ مرشد کے پاس حاضری مشکل ہو تو بذریعہ فون بیعت کرلے۔ اس بیعت کی برکت سے تزکیہ نفس ہوجائے گا۔ پھر گناہ مشکل اور نیکی آسان ہوجائے گی پھر اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ سے تعلق بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ جو کہ ہمارا خالق و مالک و رازق ہے وہ ہم سے راضی ہوگا اور ہم اس سے راضی ہوجائیں گے پھر کوئی مصیبت نہیں ہوگی، کرونا وائرس ہو یا ٹینشن (بے سکونی)، اختلافات ہوں یا مصائب۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جو ہمارے خالق و مالک و رازق ہیں راضی ہوجائیں گے پھر دنیا بھی آباد اور آخرت کی لامتناہی زندگی بھی آباد۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مرشد کامل سے بیعت اور اس کے طریقے کے مطابق ذکر نصیب کرے اور ہمارے نفس امارہ کو نفس مطمئنہ بنادے پھر اس کی برکت سے دنیا و آخرت کا میاب بنادے، آمین، آمین، آمین۔ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ دینی مدارس سے خود علم حاصل کرے یا بچوں اور بچیوں کو دینی تعلیم دلائے اور خانقاہوں سے خود بھی عمل حاصل کرے اور اپنے متعلقین کو وہاں سے عمل والا بنائے اور لوگوں کو بھی اس کی دعوت دے۔ اس پیغام کو لوگوں میں خوب پھیلانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا تعلق نصیب فرمائے، آمین۔

نفس امارہ، اَللّٰہ تعالیٰ اور انسان
دونوں کا دشمن ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نفسِ امارہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ نفسِ امارہ برائیوں کا انجن ہے۔سیدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ (سورۃ یوسف: آیت 53)

ترجمہ: میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میرا نفس بالکل پاک صاف ہے۔واقعہ یہ ہے کہ نفس تو برائی کی تلقین کرتا ہی رہتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شریف، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 60 میں نفس امارہ کی دشمنی کو خوب واضح کیا ہے، فرمایا ''انسان کی حقیقت اور اسکی ذات عدم ہے جو نفس ناطقہ کی حقیقت ہے ابتداء میں اس نفس کو نفس امارہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور ہر انسان لفظ اَنا (میں) بول کر اسی نفس امارہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔پس انسان کی ذات نفس امارہ ہوئی اور انسان کے باقی تمام لطائف نفس امارہ کے قویٰ و جوارح کی مانند ہوئے۔چونکہ عدم اپنی ذات کے لحاظ سے شرِ محض ہے اور اچھائی کی بُو تک اس میں نہیں ہے، اس لیے نفس امارہ بھی شرِ محض ہے اور اس میں بھی اچھائی کی کوئی بو نہیں۔اس نفس امارہ کی شرارت اور جہالت ہی تو ہے کہ وہ کمالاتِ منعکسہ (پیدا شدہ) جو اس کے اندر بطریقِ ظلیت (مثل سایہ) ظاہر ہوتے ہیں اور وہ ان کو اپنی طرف سے سمجھتا ہے اور ان کمالات کو جو اپنی اصل کے ساتھ قائم اور ثابت ہیں، ان کی نسبت اپنے نفس کی طرف کر کے اُن کمالات کی وجہ سے اپنے آپ کو کامل اور اچھائی والا جانتا ہے اور اسی وجہ سے اپنی سرداری کا دعویٰ کرتا ہے اور اپنے آپ کو خداوند جل سلطانہٗ کے ساتھ ان کمالات میں شریک بناتا ہے اور برائی سے بچنے کی طاقت اور اچھا کام کرنے کی قوت کو اپنی ذات سے تصور کرتا ہے اور خود کو

متصرف خیال کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ سب اس کے تابع رہیں اور وہ کسی کا تابع نہ ہو، اور وہ اپنے آپ کو ہی سب سے زیادہ دوست اور عزیز رکھتا ہے اور دوسروں کو بھی اپنی ذاتی غرض سے دوست رکھتا ہے نہ کہ ان کی بھلائی کے لئے۔ انہی تخیلاتِ فاسدہ کی وجہ سے وہ اپنے مولیٰ جل سلطانہ سے ذاتی عداوت پیدا کر لیتا ہے اور حق تعالیٰ کے نازل شدہ احکام کا معتقد نہیں ہوتا بلکہ اپنی خواہشات کی پیروی کرنا چاہتا اور اپنی خواہشات ہی کی پرستش کرتا ہے۔

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **عَادِ نَفْسَكَ فَاِنَّهَا اِنْتَصَبَتْ بِمُعَادَاتِیْ ۝**

یعنی: (اے انسان) تو اپنے نفس کو دشمن جان کیونکہ وہ یقیناً میری مخالفت و دشمنی پر کمر باندھے ہوئے کھڑا ہے۔

حضرتِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی کمال مہربانی اور رحمت سے انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کو مبعوث فرمایا جو عالم کے لئے رحمت ہیں تا کہ مخلوق کو حق جل سلطانہٗ کی طرف دعوت دیں۔ اور اس دشمن (نفس امارہ) کا کارخانہ تباہ کریں اور اس کی اس کے خالق و مولیٰ کی طرف رہنمائی کریں اور اس جہالت و خباثت سے اس کو باہر نکالیں اور اسکے نقص و شرارت پر اس کو مطلع فرمائیں۔ پھر جو کوئی سعادتِ ازلی رکھتا تھا اس نے بزرگوں یعنی انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو قبول کر لیا اور اپنی جہالت اور خباثت سے باز آ گیا اور نازل شدہ احکام کا تابع و مطیع بن گیا"۔

نوٹ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب شریف یہاں ختم ہوتا ہے۔

بندہ ناچیز محب اللہ عفی عنہ کی خیر خواہانہ اور مفید تجویز

نفس امارہ کی دشمنی سے بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مرشد کامل سے بیعت کرنے اور اسکے بتائے ہوئے طریقے پر مختصر ذکر کرنے سے نفس امارہ ختم ہو جاتا ہے جو گناہ کا انجن ہے، جس سے گناہ کرنا آسان ہوتا تھا اور نیکی کرنا مشکل ہوتی تھی پھر نفس، مطمئنہ بن جاتا ہے جو نیکیوں کا انجن ہے پھر گناہ کرنا خود بخود مشکل ہوتا ہے اور نیکی کرنا خود بخود آسان ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا **وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ**

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ مائدہ : آیت 35) **ترجمہ:** اور ڈھونڈو اس تک وسیلہ اور جہاد (مجاہدہ) کرو اُسکی راہ میں تاکہ تمہارا بھلا ہو۔ **یعنی:** اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ و واسطہ (مرشد کامل) کو تلاش کرو (بیعت کرو) اور مرشد کامل کی بتائی ہوئی ترتیب پر ذکر و مجاہدہ کرتے رہو تاکہ تمہیں کامیابی مل جائے۔ اس سے پتہ چلا کہ بیعت سے نفسِ امارہ کا علاج ہوتا ہے اور نفس امارہ کی سرکشی ختم ہوجاتی ہے پھر انسان کیلئے گناہ کرنا مشکل ہوتا ہے اور نیکی کرنا آسان ہوتی ہے۔ آیت کے عموم اور دلالۃ النص سے حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امامِ ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد کامل مراد لیا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے گیارہ قسمیں اٹھا کر سورۃ الشّمس میں وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا سے لیکر قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝٩ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝١٠ تک دو باتوں پر قسم لی ہے۔

1 جس نے نفس کا تزکیہ کیا وہ کامیاب ہے۔ **2** جس نے نفس کو گندا کیا وہ ناکام ہے۔

سکرات کے وقت اللہ تعالیٰ اس انسان کو مخاطب فرماتا ہے۔

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝٢٧ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝٢٨ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝٢٩ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝٣٠ (سورہ فجر کی آخری آیتیں)

یعنی: پانچ خوشخبریاں اس کو سنائی جاتی ہیں: اے نفس مطمئنہ، انسان!

1 اللہ تعالیٰ کی طرف علیین، آسمان میں واپس جا۔

2 آپ اللہ تعالیٰ سے راضی۔

3 اللہ تعالیٰ آپ سے راضی۔

4 اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں داخل ہوجا۔

5 اللہ تعالیٰ کی جنت میں داخل ہوجا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بیعت کی برکت سے یہ پانچ خوشخبریاں سکرات کے وقت سنادیں، آمین۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سخت بیماریوں اور مصائب کا یقینی علاج

لَاحَوۡلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ مقاصد میں کامیابی اور مشکلات سے خلاصی کا یقینی علاج ہے۔ اکثر لوگ بہت سی مصیبتوں و پریشانیوں میں مبتلا ہیں مثلاً 1 سکون نہ ہونا، پریشان رہنا۔ 2 بلڈ پریشر، دل کی بیماریاں اور بہت سے دوسرے امراض میں مبتلا ہونا۔ 3 رزق کی تنگی ہونا۔ 4 کاروبار میں مشکلات اور مصائب کا پیش آنا۔ 5 نکاح نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہونا (مرد ہو یا عورت)۔ 6 قرض کی وجہ سے پریشان ہونا (اس پر ہو یا اس کا دوسروں پر)۔ 7 کاروبار یا پڑھائی میں دل نہ لگنا۔ 8 غصہ کا غلبہ ہونا۔ 9 ماں باپ، بھائی، عزیز واقارب وغیرہ سے نفرت ہونا۔ 10 گناہوں سے نفرت نہ ہونا۔ 11 دین کی طرف رغبت نہ ہونا۔ 12 جادو یا نظر بد کا اندیشہ ہونا۔ 13 غلط ماحول سے پریشان ہونا۔ 14 دین میں سکون و نورانیت نہ ہونا۔ 15 شیطانی وساوس اور غیر مفید خیالاتِ زندگی سے اتنا بیزار ہونا کہ خودکشی کی طرف طبیعت مائل ہونا............وغیرہ وغیرہ۔ اس کا اکسیر اور مجرب علاج یہ ہے۔

لَاحَوۡلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

تفسیر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: "نہیں ہے طاقت گناہوں سے بچنے کی لیکن اللہ کی حفاظت سے اور نہیں ہے قوت اللہ کی طاعت کی مگر اللہ کی مدد سے"

1 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ **لَاحَوۡلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** ننانونے آفات کیلئے علاج ہے۔ جس میں سب سے چھوٹی آفت پریشانی ہے (مشکوٰۃ شریف صفحہ 202)۔

2 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ **لَاحَوۡلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا**

بِاللّٰہِ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ وہ تابعدار بن گیا اور اپنا کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ (مشکوۃ شریف صفحہ 202)

3 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے (مشکوۃ شریف صفحہ نمبر 201)۔ گناہ سے پرہیز اور عبادت کرنا جنت کے خزانوں میں سے ہے اور **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** کے بکثرت پڑھنے سے گناہوں سے بچنے اور عبادت کرنے کی توفیق مل جاتی ہے۔

4 حضرت عوف ابن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں دو مصیبتوں میں مبتلا ہوں، ایک میرا لڑکا کفار نے اغوا کیا ہے اور دوسرا رزق کی بہت زیادہ تنگی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو وصیتیں ارشاد فرمائیں۔ ایک تقویٰ اختیار کرو، دوسرا **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** کثرت سے (500 مرتبہ) پڑھا کرو۔ انہوں نے دونوں کام شروع کئے۔ وہ اپنے گھر ہی میں تھے کہ ان کا لڑکا واپس آ گیا اور اپنے ساتھ سو اونٹ بھی لے کر آیا۔ اس طرح تقویٰ اختیار کرنے اور کثرت سے **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** پڑھنے سے یہ دونوں مصیبتیں ختم ہو گئیں۔ (معارف القرآن صفحہ 488 جلد 8)

بندہ ناچیز کا مشورہ یہ ہے کہ زبان پر دنیا کا بہت ذکر کیا اور دنیا کے کاموں کو وقت بہت دیا ہے اور خواہشات میں اپنے آپ کو بوڑھا کر لیا۔ آج سے **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** پڑھنے کے لئے 41 دن تک 24 گھنٹوں میں سے 20،30 منٹ فارغ کر لیں پھر آپ کو احساس ہوگا کہ کاش میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت نہ کرتا۔ میں دنیا کے کاموں کو کام سمجھتا تھا مگر ذکر الٰہی کو کام نہیں سمجھتا تھا۔ میں دنیا کے کاموں کیلئے وقت نکالتا تھا ذکر کے لئے وقت نہیں نکالتا تھا۔ 41 دن کے بعد آپ ذاکر بن جاؤ گے ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے کسی عمل کے بارے میں کثرت سے کرنے کا حکم نہیں دیا لیکن ذکر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (الاحزاب: آیت 41)

یعنی: اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔ تھوڑا ذکر کرنا منافق کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا (النسآء: آیت 142)

یعنی: منافقین ذکر کم کرتے ہیں۔ موت آنے سے پہلے اس بارے میں سوچنے میں اپنا ہی فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر کثیر کی توفیق نصیب کرے، آمین۔

پڑھنے کا طریقہ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ روزانہ 500 مرتبہ پڑھیں اور اس کے اول 100 مرتبہ اور آخر 100 مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ اگر مشکل ہو تو درود شریف اول و آخر پانچ پانچ مرتبہ بھی کافی ہے۔ درود شریف جو بھی یاد ہو پڑھ لیں یا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ ؕ پڑھ لیں۔ یہ عمل 41 دن بلا ناغہ کرنا ہے۔ اگر کسی دن ناغہ ہو جائے تو دوسرے دن ڈبل پڑھ لیں۔ ایک نشست میں زیادہ بہتر ہے مگر ضروری نہیں۔ وضو بھی ضروری نہیں۔ عورت ماہواری کے ایام میں بھی پڑھ سکتی ہے۔ اس کے بعد اس کلام کی برکت سے اپنی حاجات کیلئے دعا کریں تو زیادہ بہتر ہے۔ 41 دن پورے ہونے پر اگر اس کے پڑھنے سے بہت زیادہ سکون ملا، دین میں ترقی محسوس ہوئی، گھر میں اتفاق و محبت پیدا ہوئی، غصہ وغیرہ کم ہو گیا، کاروباری حالات میں ترقی محسوس ہوئی اور مخالفین کے بارے میں پتہ چلا کہ وہ بھی پیچھے ہو گئے ہیں تو اپنے شرعی پیر سے اجازت لے کر اسے مستقل پڑھے۔ آپ اسے باآسانی 15 سے 30 منٹ میں پڑھ سکتے ہیں۔ اگر اپنا مرشد نہ ہو تو شیخ المشائخ امامِ وقت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ **خان محمد** نور اللہ مرقدہ کندیاں شریف والے کے خلیفہ (حضرت مولانا) **مُحب اللہ** عفی عنہ لورالائی بلوچستان والے سے موبائل نمبر **0333-3807299 , 0302-3807299** پر اجازت کیلئے رابطہ کر سکتے ہیں۔

خانقاہ و مدرسہ سراجیہ سعدیہ نقشبندیہ کی ویب سائٹ کا تعارف

"خانقاہ سراجیہ سعدیہ نقشبندیہ" اور **"مدرسہ عربیہ سراجیہ سعدیہ"** کی ویب سائٹ کا نام **www.muhibullah.com** ہے۔اس ویب سائٹ پر حضرت مولانا محب اللہ صاحب مدظلہ کے مضامین اور بیانات ہیں۔سخت بیماریوں اور مصائب کا یقینی علاج نہایت مفید اور عوام میں بے حد مقبول ہے۔دعاء حضور القلب،نفس امارہ اور شیطان لعین سے بچنے کا آسان طریقہ، بیعت سے نفس امارہ نفس مطمئنہ بنتا ہے، دین پر چلنا کیوں مشکل ہو گیا، اللہ تعالیٰ سے تعلق بنانے کا آسان کورس، نفس امارہ اللہ تعالیٰ اور انسان دونوں کا دشمن ہے، دس اعمال مع صحبت کاملین کی ضرورت، حلقہ ذکر وختمات دنیا اور آخرت کی برکات، شجرہ طیبہ مع 33 آیات مبارکہ، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا آسان طریقہ، مماتی فتنہ، دس تاثرات اور فتنہ این، جی،اوز جیسے معلوماتی مضامین سے لوگ پوری دنیا میں استفادہ کر رہے ہیں۔دعوت نامہ جس میں قادیانیوں کو قادیانیت سے توبہ کی دعوت، قادیانی نوازوں کو تعاون سے توبہ کی دعوت اور تمام مسلمانوں کو قادیانیت سے بچانے کی دعوت جیسا اہم رسالہ شامل ہے۔

اس سائٹ پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی بیسیوں کتب، مکتوبات مجددیہ اور مکتوبات معصومیہ اردو اور فارسی میں دستیاب ہیں۔ذکر اللہ پر خوبصورت مضامین، آپکے مسائل اور انکا حل سے استفادہ کر سکتے ہیں۔اس سائٹ پر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ کے سینکڑوں اصلاحی بیانات سنے جا سکتے ہیں۔عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر 400 کتابیں، 300 رسالے، 500 مضامین اور بڑے حضرات کے سینکڑوں بیانات شامل کئے گئے ہیں۔فتنہ قادیانیت اور دیگر فتنوں کے متعلق معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔انٹرنیٹ سے منسلک لوگوں سے درخواست ہے کہ خود بھی استفادہ کریں اور اپنے دوست احباب کو بھی استفادہ کی دعوت دیں۔

اللہ پاک توفیق عطا فرما کر قبولیت اور رضامندی نصیب فرمادے، آمین، آمین، آمین

مدرسہ عربیہ سراجیہ سعدیہ کا تعارف

یہ **"مسجد قبا"** اور **"مدرسہ عربیہ سراجیہ سعدیہ"** کچی اینٹوں سے تیار ہوا ہے۔ مسجد کے نیچے دس زیرزمین کمرے ہیں۔ مزید 11 زیرزمین کمرے اور 7 بڑے ہال ہیں۔ 2 ہال برائے طلباء، 3 ہال برائے حفاظ، 1 ہال برائے طالبات اور ایک ہال مطبخ کے لئے ہے۔ مدرسہ میں شعبہ حفظ، شعبہ کتب اور شعبہ بنات ہے۔ 100 طلباء رہائشی اور 200 غیر رہائشی اور 12 اساتذہ رہائشی ہیں۔ 500 طالبات غیر رہائشی اور 20 استانیاں غیر رہائشی ہیں۔ تعمیرات کا کام جاری ہے۔ اس کے علاوہ خانقاہی نظام بھی ہے جس میں کل 15 کمرے ہیں اور ان میں سے کچھ حصے اور بڑی مسجد بھی زیر تعمیر ہے۔

اللہ تعالیٰ تمہاری زکوۃ، خیرات اور صدقات وغیرہ کا محتاج نہیں ہے بلکہ تم مدارس اور غریبوں کو زکوۃ، صدقات دینے میں محتاج ہو جیسے کہ تم اپنے خالق کو راضی کرنے کے لئے اور اپنی آخرت بنانے کے لئے نماز، روزہ، حج وغیرہ کے محتاج ہو۔ مدارس کی خدمت دین کی حفاظت، رضائے الٰہی اور نجات کا ذریعہ ہے۔ دین کی حفاظت کے لئے جان، مال، وقت اور ضرورت پڑنے پر سر دینا بھی ضروری ہے۔ اسی وجہ سے بندہ ناچیز محب اللہ عفی عنہ مدرسہ کی خدمت کرتا ہے اور آپ کو تعاون کی ترغیب دیتا ہے۔ اگر آپ تعاون نہ کریں تب بھی مدرسہ کے انتظامات تو اللہ پاک چلا دیں گے، مگر آپ کا فائدہ ہے کہ آپ اس کام میں حصہ لیں کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ عالم بن یا طالب علم بن یا ان کا خادم بن چوتھا نہ بن ہلاک ہوجائیگا۔ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ ماہانہ، سالانہ مقرر کر کے یا بغیر مقرر کئے زکوۃ، صدقات، عطیات اکاونٹ نمبر 03-145600189169 بنام محب اللہ، حبیب بینک لورالائی یا ناظم مدرسہ کے اکاونٹ نمبر 9001-0101160326 بنام خلیل اللہ میزان بینک لورالائی میں جمع کروائیں یا مدرسہ کے پتہ پر منی آرڈر کروائیں یا دوسروں کو ترغیب دیں۔ آپ کی رقم کے خرچ کی تفصیل بھی بتائی جاسکتی ہے نیز مدرسہ سرکاری امداد نہیں لیتا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دربار میں قبول فرمائے اور اجر عظیم نصیب فرمائے، آمین، آمین، آمین

ناظم مدرسہ حضرت مولانا خلیل اللہ صاحب مدظلہ

رابطہ نمبر 0331-4050636
0314-5000030

حضرت مولانا محب اللہ صاحب مدظلہ العالی کے خلفاء کرام

1 حضرت مولانا قاری عبدالعزیز صاحب مدظلہ العالی

مستقل پتہ: 23 رسول پارک شمع روڈ اچھرہ لاہور

رابطہ: 0302-4130963 0332-4791477

2 حضرت حاجی نور محمد صاحب مدظلہ العالی

مستقل پتہ: اجمل باغ رحیم آباد تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان

عارضی پتہ: B266 سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی بلاک نمبر 12 گلستان جوہر کراچی

رابطہ: 0332-3385896 0341-2689867

3 حضرت مولانا خلیل اللہ صاحب مدظلہ العالی

مستقل پتہ: ناظم مدرسہ عربیہ سراجیہ سعدیہ نزد کمشنری لورالائی بلوچستان

نوٹ: آپ حضرت مولانا محب اللہ صاحب مدظلہ العالی کے چھوٹے بھائی ہیں

رابطہ: 0331-4050636 0314-5000030

4 حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ العالی

مستقل پتہ: محلہ عزیز آباد نمبر 2، طوبیٰ مسجد، ملک طارق دھوارا سٹریٹ مستونگ

عارضی پتہ: مدرس جامعہ عثمانیہ مینجر چوک کراچی روڈ مستونگ بلوچستان

رابطہ: 0313-2507292 0336-8521488

5 حضرت مولانا محمد اظہار الحسن صاحب مدظلہ العالی

مستقل پتہ: مرکزی جامع مسجد بلاک نمبر 1 جوہر آباد ضلع خوشاب

رابطہ: 0313-5250786 0300-6077954

حضرت مولانا مُحبُّ اللہ صاحب مدظلہ العالی کے خُلفاءِ کِرام

6 حضرت مولانا نوید احمد صاحب مدظلہ العالی

مستقل پتہ: جامعہ محمدیہ سیکٹر F-6/4 اسلام آباد

رابطہ: 0333-6788810

7 حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مدظلہ العالی

مستقل پتہ: جامعہ مدینۃ العلوم ورانہ ضلع کرک

رابطہ: 0334-9095566

8 حضرت مولانا جلیل الرّحمان صاحب مدظلہ العالی

مستقل پتہ: گلی نمبر 1 شوکت حیات کالونی ملٹری فارم روڈ سرگودھا

عارضی پتہ: مدرسہ امام اعظم ابوحنیفہ، بلاک نمبر 29 واٹر سپلائی روڈ سرگودھا

رابطہ: 0334-4000706 0300-6019594

9 حضرت مولانا روز الدین صاحب مدظلہ العالی

مستقل پتہ: ساکن کلی باشی تحصیل میختر ضلع لورالائی

رابطہ: 0334-2325227

10 حضرت مولانا محمد فاروق صاحب مدظلہ العالی

مستقل پتہ: مدرسہ عبداللہ بن مسعود E-14 گولڑہ ریلوے اسٹیشن اسلام آباد

رابطہ: 0300-0636395 0345-6035412

11 حضرت مولانا نیک محمد صاحب مدظلہ العالی

مستقل پتہ: مدرسہ سراج العلوم مُحبیہ مرغہ کبزئی روڈ علاقہ چام ضلع موسیٰ خیل

رابطہ: 0333-6461821

مفید مشورہ

جس نے اس کتاب کو پڑھنے سے اپنے اندر بہت تبدیلی محسوس کی تو اُسے کتاب دوسرے ساتھی کو دینی چاہیے اور بتانا چاہیے کہ غور سے پڑھ کے واپس کردے، پھر تیسرے ساتھی کو دینی چاہیے۔اس طرح سارے ساتھیوں میں چلاتا رہے تو فائدہ سب کو ہوگا اور ثواب کتاب کے مالک کو ملے گا،ان شاءاللہ تعالیٰ۔

اگر کسی کو یہ کتاب چھپوانے کا شوق ہے تو بندہ ناچیز **مُحبُّ اللہ** عفی عنہ سے مشورہ کرکے چھپوا سکتا ہے بشرطیکہ اس میں کوئی کمی یا زیادتی نہ کرے۔

مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ کے دو اشعار

چوں تو کردی ذات مرشد را قبول ہم خدا آمد ز ذاتش ہم رسول

جب تو نے مرشد کی ذات کو قبول (بیعت) کرلیا تو اس سے اللہ تعالیٰ بھی مل گیا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا او نشیند در حضور اولیاء

جو آدمی خواہش رکھتا ہے اللہ کے ساتھ بیٹھنے کی تو وہ اولیاء کے حضور میں بیٹھ جائے

شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک شعر

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اولیاء اللہ کے ساتھ ایک گھڑی کی صحبت سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے